عمران سیریز
9
ابنِ صفی
IMRAN SERIES
X2
CK PRODUCTIONS QUETTA
دھوئیں کی تحریر

عمران سیریز نمبر 9

دھوئیں کی تحریر

(مکمل ناول)

پیشرس

اب "دھوئیں کی تحریر" پڑھیئے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ عمران کو ایک خاص ڈھب پر لے آؤں۔ آپ اس بار عمران کو نئے روپ میں دیکھیں گے اور یہ اس کا مستقل روپ ہوگا۔ عمران ابھی تک تجرباتی دور میں تھا! مگر اب وہ کسی حد تک ایک مخصوص فریم میں فٹ ہوگیا ہے! بہت جلد آپ اسے بھی کرنل فریدی ہی کی طرح ایک منفرد رنگ میں دیکھیں گے۔

آپ ہر ماہ میرے کم از کم دو مختلف ناول ضرور پڑھتے ہیں۔ وہ اچھے ہوتے ہوں یا بُرے آپ کو ان کا انتظار رہتا ہے....! اور مجھے ان پر آپ کی تنقید کا انتظار رہتا ہے۔

مجھے آپ کے خطوط ملتے ہیں اور میں آپ کے مشوروں سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ہر ماہ مجھے سینکڑوں خطوط موصول ہوتے ہیں۔ اب آپ ہی سوچئے اگر میں ہر ایک کو الگ الگ جواب لکھنے بیٹھوں تو پھر آپ کے لئے ناول کون لکھے۔ اس لئے اگر آپ کو ذاتی نوعیت کے خطوط کے جواب نہ ملیں تو اسے میری بداخلاقی پر محمول نہ کیجئے! بلکہ مصروف سمجھ کر معاف کردیجئے۔

اب رہا میری تصویر کا مسئلہ یہ میرے لئے بڑا مضحکہ خیز ہے! اس سلسلے میں جو خطوط موصول ہوتے ہیں انہیں پڑھ کر بے تحاشہ ہنستا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ مجھے "تصویر ذرا اچھی کھنچوانی چاہئے تھی۔!

کل آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ذرا اپنے چہرے پر سفیدی کرا کے کسی آرٹسٹ سے پھول اور پتیاں بھی بنوالیجئے لیکن یہ آپ اسی وقت کہہ سکیں گے جب آپ مجھے قریب سے دیکھیں۔ خدا مجھے اس بُرے وقت سے محفوظ رکھے۔

بہرحال میں نے سیدھی سادھی تصویر کیوں پیش کی اس سلسلے میں ایک واقعہ سنا کر آپ کو بھی عبرت "پکڑانے" کی کوشش کروں گا! طالب علمی کے زمانے میں مجھے ایک شاعر کا جنون ہوگیا تھا۔ کلام تو تھا ہی "ظالم" اس کی تصویریں بھی بڑے غضب کی ہوا کرتی تھیں! جہاں بھی اس کی کوئی تصویر ملتی بڑے چاؤ سے فریم کرکے دیوار کی زینت بنا دیتا!.... لیکن ایک بار اس سے ملنے کا اتفاق ہوا تو یقین کیجئے.... اگر میں خدانخواستہ شرابی ہوتا تو نشے کی ترنگ میں اسے اٹھا کر سڑک پر ضرور پھینک دیتا.... کچھ ایسا ہی غصہ آیا تھا....! بس جناب کیمرے کے سامنے بیٹھتے وقت مجھے یہی واقعہ یاد آگیا تھا.... اس لئے آپ کو کوئی آرٹسٹک پوز نہ مل سکا! ویسے یہ آپ کی زبردستی ہی تھی کہ مجھے اپنی تصویر دینی پڑی ورنہ میرا خیال ہے کہ تصویریں صرف راجکپور، دلیپ، نرگس، مدھوبالا کی چھپنی چاہئے۔ جنہیں پان والے بھی بڑے احتیاط سے فریم کرکے اپنی دکان کی زینت بناتے ہیں....! اور ادیبوں کی تصاویر کا.... کسی پروویژن اسٹور سے پاؤ بھر دال لے آیئے.... جس تھیلی میں دال ملے اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھئے! کسی نہ کسی ادیب یا شاعر کی تصویر آپ کو اس پر ضرور مل جائے گی۔!

ابن صفی

کیپٹن جعفری نے انسپکٹر والٹن کو چوتھا پگ پیش کیا۔ کیپٹن جعفری کے لئے بھی چوتھے پگ کا
مطلب تھا چوتھائی بوتل۔ اس سے پہلے ہی وہ آدھی خالی کر چکے تھے او۔ یہ کوئی معمولی شراب ن
تھی۔ دیسی ٹھرا تھا۔ انسپکٹر والٹن کے سینے اور حلق میں اُلو ضرور بولنے لگے تھے لیکن اسے شا
زندگی میں پہلی ہی بار اتنی تیز شراب پینے کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر وہ چونکہ ایک عادی شرابی تھا ا
لئے پیتا ہی چلا گیا۔

اس کا تعلق دراصل اسکاٹ لینڈ یارڈ سے تھا اور وہ یہاں ایک بہت ہی اہم کام کے سلسلے م
آیا تھا۔ محکمہ خارجہ کے سیکرٹ سروس کے ایک آفیسر کیپٹن جعفری سے اس کی پہلے کی ملاقا
تھی۔ دوسری جنگ عظیم میں وہ دونوں ہی ایک یونٹ میں تھے اور والٹن بھی کیپٹن ہی تھا۔
جنگ کے اختتام پر اسے اسکاٹ لینڈ یارڈ میں جگہ مل گئی تھی اور کیپٹن جعفری اپنے یہاں
محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس میں لے لیا گیا تھا۔

انسپکٹر والٹن کی آمد سرکاری نوعیت کی تھی۔ لیکن وہ جس کام کے لئے آیا تھا اس کے بار
میں ابھی کسی کو کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا۔

دراصل وہ براہِ راست چیف آفیسر سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چیف آفیسر تھا کون؟ ش
کیپٹن جعفری کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ رہا ہو۔ اس نے اس کے متعلق اتنا ضرور سن ر
تھا کہ وہ کوئی معقول آدمی نہیں ہے۔ یہ بات اسے ان پانچ آفیسروں میں سے ایک نے بتائی
جو اب اس محکمے میں نہیں تھے۔ انہیں دوبارہ ملٹری کی سروس میں بھیجا جا چکا تھا۔

کیپٹن جعفری کو اس کا علم بھی نہیں تھا کہ چیف آفیسر انسپکٹر والٹن سے ملنا پسند بھی کر

یا نہیں... اس بات کو تو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ چیف آفیسر اس سے ملنے پر مجبور نہیں ہوگا اور
نہ یہی ضروری تھا کہ والٹن کو اس کی مدد حاصل ہی ہو جائے۔ یہ چیف آفیسر کی اپنی مرضی پر
منحصر تھا کہ وہ والٹن کی مدد کرتا یا نہ کرتا۔

والٹن کا کہنا یہ تھا کہ کام کی نوعیت سرکاری ہی ہے لیکن وہ نجی طور پر سیکرٹ سروس کے
چیف آفیسر کی مدد کا طالب ہے... یہ بات کیپٹن جعفری کی سمجھ سے باہر تھی۔ لیکن انسپکٹر والٹن
نے اس کی وضاحت نہیں کی۔

کیپٹن جعفری کم گھاگ نہیں تھا۔ اُسے پہلے ہی سے معلوم تھا۔ والٹن ایک عادی قسم کا شرابی
ہے۔ لہٰذا اس نے اُسے ٹھرا پلانے کا پروگرام بنایا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ دیسی بیئر کہلاتی ہے اور کچھ
ملائے بغیر پی جاتی ہے اور پینے والے اسے ایک پگ سے شروع کرتے ہیں اور اس کے بعد کے پگ
انفرادی حیثیت سے پچھلے پگوں کی نسبت مقدار میں دو گنے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دوسرے پگ کا
مطلب ہوگا دو پگ تیسرے کا چھ پگ اور چوتھے کا آٹھ پگ... لہٰذا چوتھے پگ پر والٹن کو بار کی
چھت میں ستارے نظر آنے لگے... اور اسے بے تحاشہ اپنی محبوبہ یاد آگئی جس کی ماں نہ صرف
بیوہ تھی بلکہ اس کی ایک ٹانگ زہر باد کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے اس کے جسم سے الگ ہو گئی
تھی۔ محبوبہ کیساتھ اس کی ماں کی کٹی ہوئی ٹانگ بھی یاد آگئی اور والٹن نے رو دینے کا سامنہ بنایا۔

"کیوں ڈیئر کیا بات ہے...؟" کیپٹن جعفری نے پوچھا جو اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

"بیچاری...!" والٹن ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔ کیپٹن جعفری چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن
اسے کہیں بھی کوئی "بیچاری" نظر نہ آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ اب اس کی کھوپڑی آؤٹ ہو رہی ہے۔!

اس نے کہا۔ "ہاں... ہاں... بیچاری آگے کہو...!"

مگر... والٹن کی کھوپڑی آؤٹ ہو کر صرف اپنی محبوبہ کی مفلوج والدہ کے گرد ہی ناچنے لگی
تھی۔ وہ اس کے متعلق بہت کچھ بک گیا۔ لیکن کیپٹن جعفری کے ایک بھی پلے نہ پڑی اور پھر
اسے اپنی حماقت پر غصہ آ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اُس نے خواہ مخواہ یہ مصیبت مول لی۔ کیونکہ اب
والٹن بُری طرح بہکنے لگا تھا۔ بہر حال اب کھیل تو بگڑ ہی چکا تھا۔ جعفری نے سوچا کیوں نہ
براہِ راست اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو...؟" اس نے پوچھا۔

"اس بیچاری کے لئے... مجھے اپنے یہاں کے کسی فقیر سے ملاؤ... ایسا فقیر جو آسمان کی طرف رسہ اچھال کر اُس پر چڑھتا چلا جائے... مجھے ایک فقیر آج ملا تھا۔ میں نے اسے پانچ کا ایک نوٹ دیا تھا۔ لیکن وہ کٹی ہوئی ٹانگ واپس نہیں لاسکتا۔ اس نے کہا کہ میں جس فقیر کا اسسٹنٹ ہوں... وہ بڑا سور آدمی ہے۔!"

"اچھا اب خاموش ہو جاؤ...!" کیپٹن جعفری نے جھنجھلا کر کہا۔ "ورنہ...!"

"ورنہ کیا...!" والٹن آنکھیں نکال کر بولا۔ "کیا میں تم سے کمزور ہوں۔!" جعفری کو بہت زیادہ ڈاؤن نہیں تھا مگر تھا نشے ہی میں لہٰذا اسے والٹن کا لہجہ بہت بُرا لگا اور اسے غصہ آ گیا۔

"ایک ہی گھونسے میں تمہارا چہرہ جبڑوں سے محروم ہو جائے گا۔!"

"اوہ... یو... سوائین...!" والٹن نے دانت پیس کر ہاتھ گھما دیا۔ لیکن اُس کا ہاتھ جعفری کے چہرے پر نہیں پڑ سکا۔ کیونکہ دفعتاً ہال میں اندھیرا ہو گیا تھا۔ ساتھ ہی ایک چیخ تاریکی میں لہرائی اور کیپٹن جعفری کا نشہ ہرن ہو گیا۔ پھر اس نے قریب ہی کسی کے گرنے کی آواز سنی۔

چیخ سو فی صد والٹن ہی کی تھی اور وہ اس کے کانوں کے قریب چیخا تھا۔ اندھیرے میں شور غل کی آوازیں ایک دوسرے سے ٹکراتی پھیلتی اور بڑھتی رہیں۔

اچانک کسی نے چیخ کر کہا۔ "پوری لائن آف ہے۔!"

پھر کوئی دوڑتا ہوا آدمی جعفری کی کرسی سے ٹکرایا... اور وہ دونوں کرسی سمیت فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ کیپٹن جعفری نے اسے انگریزی میں گالیاں دیں۔ نشے کی حالت میں وہ کبھی اردو نہیں بولتا تھا... لیکن انتہائی غصے کے باوجود بھی اس نے ٹکرانے والے کو نکل جانے دیا۔ اگر وہ اجالے میں ٹکرایا ہوتا اور اچھی حیثیت کا آدمی ہوتا تو جعفری کے ہاتھوں پٹے بغیر نہ رہ سکتا۔ جعفری کم رتبہ آدمیوں پر ہاتھ اٹھانا کسر شان سمجھتا تھا۔

نشے میں بھی اسے اس بات کا خیال رہتا تھا۔ اُسے اس بات پر بڑا فخر تھا۔ کہ وہ ایک اچھے خاندان کا آدمی ہے۔ اس وقت تو وہ اور زیادہ خوش تھا کیونکہ ابھی ابھی اس نے انگلینڈ کے ایک خاندانی آدمی کے ساتھ شراب پی تھی۔ انسپکٹر والٹن دراصل سر ہنری والٹن کا پوتا تھا اور موجودہ سر گریس والٹن کا بھتیجا تھا۔

یک بیک ہال پھر روشن ہو گیا... اور لوگ اجالے میں بھٹک آنے والی چمگادڑوں کی طرح

چندھیائے چندھیائے سے معلوم ہونے لگے... لیکن جعفری کی آنکھوں کے سامنے تاریکی کا ایک گنجان سا دائرہ تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔ کیونکہ والٹن کو اس نے جس حال میں دیکھا۔ وہ اس کے خواب و خیال میں بھی آنے والی چیز نہیں تھی۔ وہ فرش پر اوندھا پڑا تھا اور اس کی پشت میں دونوں... شانوں کے درمیان ایک خنجر دستے تک پیوست تھا۔

بار میں ہلڑ مچ گیا۔ والٹن ٹھنڈا ہو چکا تھا تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے یہی بتایا... کیپٹن جعفری کا یہ عالم تھا جیسے اس نے ہفتوں سے شراب ہی نہ پی ہو۔

پولیس کو بیان دیتے ہوئے اس نے بہت احتیاط سے کام لیا۔ نہ تو اس نے یہ بتایا کہ اس کا تعلق محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے ہے اور نہ یہی ظاہر ہونے دیا کہ مقتول اسکاٹ لینڈ یارڈ کا کوئی سراغ رساں تھا اس کے بیان میں یہی تھا کہ اس کی اور مقتول کی دوستی بہت پرانی تھی کیونکہ وہ دونوں دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں کی طرف سے شانہ بشانہ لڑ چکے تھے۔ آج اتفاقاً دونوں کی ملاقات ہوئی اور جعفری نے اسے بار میں مدعو کر دیا۔ اس نے بتایا تھا کہ اسے والٹن کی جائے قیام تک کا علم نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ کیا بتا سکتا کہ اس کی کسی سے دشمنی تھی یا نہیں۔

پولیس نے اسے تقریباً پانچ گھنٹے تک روکے رکھا۔ بہر حال جعفری کے لئے یہ ایک سنسنی خیز تجربہ تھا۔ اس نے بموں اور گولیوں کی گونج مین بھی اپنی زندگی کا کچھ حصہ گزارا تھا۔ زخمیوں اور مرتے ہوئے آدمیوں کی چیخیں سنی تھیں۔ خود اپنے ہی ہاتھوں سے درجنوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ مگر والٹن کے اس حیرت انگیز قتل سے زیادہ وہ اور کسی چیز سے اتنا متاثر نہیں ہوا تھا۔ رات کا بقیہ حصہ اس نے جاگ کر گزارا۔

ٹھیک پانچ بجے اس کے فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کیپٹن جعفری۔!"

"ہاں جعفری بول رہا ہے۔!" جعفری نے جواب دیا۔

"میں ایکس ٹو بول رہا ہوں۔!"

"اوہو چیف آفیسر صاحب... فرمائیے... جناب...!"

"کیا پچھلی رات تم اور والٹن تنہا ہی تھے...؟"

"جی ہاں جناب...!" جعفری اپنا سر کھجانے لگا... اور اس کی پیشانی پر دو تین موٹی موٹی شکنیں اُبھر آئیں۔

"کیا تمہارا بیان جو تم نے پولیس کو دیا ہے صحیح تھا۔!"

"نہیں جناب... بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ میں اسے اپنی موجودہ حیثیت کے متعلق کچھ بتاتا۔!"

"خیر... اس کے علاوہ...!"

"اور سب کچھ درست تھا۔!" جعفری نے جواب دیا۔

"اگر تم پچھلی رات نشے میں نہ ہوتے تو میں اسے تسلیم کرلیتا۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہ دیکھئے... جج... جناب...!"

"اور ٹھرا پی رہے تھے۔ لعنت ہے تم دونوں پر... اگر پوسٹ مارٹم کرنے والوں نے معدے میں بچی کھچی شراب کی شناخت کرلی تو تم بڑی مشکلات میں پھنس جاؤ گے۔"

"اوہا...!" جعفری کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

"خیر یہ تم نے اچھا کیا کہ والٹن کی اصلیت بھی چھپا گئے۔!"

"آپ جانتے ہیں۔" جعفری نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا۔!"

"میرے خدا...؟" جعفری نے حیرت سے کہا۔ "پھر آپ اس سے ملے کیوں نہیں۔!"

"ایکس ٹو سے کوئی نہیں مل سکتا۔!" جواب ملا۔

"تو پھر آپ بھی یہ جانتے ہوں گے کہ وہ آپ سے کیوں ملنا چاہتا تھا۔!" جعفری نے پوچھا۔

"ہاں میں یہ بھی جانتا ہوں... اچھا دیکھو... اب تم پولیس کے ہاتھ نہیں آؤ گے ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے محکمہ کا کوئی آدمی عوام کی نظروں پر چڑھے کیا سمجھے۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ پولیس تمہارے چاروں طرف جال بن رہی ہے۔ بار کے منیجر نے اپنے بیان میں یہی لکھوایا ہے کہ تم گو کہ اس کے پرانے گاہک ہو۔ مگر کل تم نے بار سے شراب نہیں طلب کی تھی۔ اگر میزیں وغیرہ نہ الٹی ہوتیں تو پولیس تمہاری میز پر ٹھرے کی بوتل ضرور پاتی اور پھر تمہیں گھر تک پہنچنا نصیب نہ ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ بات حیرت انگیز تھی۔

تم ایک انگریز کو دیسی ٹھرا پلا رہے تھے۔ مگر اب پوسٹ مارٹم کی رپورٹ جیسے ہی پولیس کے ہاتھوں میں پہنچی... تم نہیں سمجھ سکتے کہ کیا ہوگا۔ لہٰذا اجالا پھیلنے سے پہلے ہی اپنی قیام گاہ چھوڑ دو۔ لیکن اگر تمہارے کاغذات میں سے ایک بھی وہاں رہ گیا تو... آہا... ٹھہرو میں تمہیں بتاتا ہوں۔!"

"ٹھائیں...!" اچانک ایک فائر ہوا... اور گولی سامنے والی دیوار سے ٹکرائی۔ ریسیور جعفری کے ہاتھ سے چھوٹ گیا... اور اس نے بے تحاشہ کھڑکی سے باہر چھلانگ لگادی۔ کھڑکی زمین سے زیادہ اونچی نہیں تھی۔ پھر بھی اس کے داہنے پیر میں کافی چوٹ آئی۔ اب وہ سڑک پر تھا۔ کھڑکی سے پھر ایک فائر ہوا۔ اس بار بھی جعفری بال بال بچا۔ سردیوں کے دن تھے۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔ جعفری نے ایک گلی میں گھس کر دوڑنا شروع کردیا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خواب میں دوڑ رہا ہو۔ جعفری بزدل نہیں تھا۔ لیکن وہ اندھیرے میں چلائی جانے والی گولیوں سے بہت ڈرتا تھا۔

کیپٹن خاور گہری نیند میں تھا... ٹھیک پانچ بجے اس کے سرہانے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجی اور خاور اس طرح اچھل کر کھڑا ہوگیا جیسے اسے اس کا انتظار ہی رہا ہو... اس کی نیند کچھ ایسی ہی ہوتی تھی۔ وہ ہمیشہ گہری نیند سوتا تھا۔ لیکن کوئی معمولی سی آواز بھی اسے جگا سکتی تھی۔

"ہیلو...!" وہ ماؤتھ پیس میں حلق پھاڑ کر چیخا۔

"ایکس ٹو سپیکنگ...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اوہ... یس سر... گڈ مورننگ سر...!" کیپٹن خاور بوکھلا گیا۔

"مورننگ...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "دیکھو... کیپٹن خاور... کیپٹن جعفری خطرے میں ہے۔ اس کے مکان پر فوراً پہنچو... اس کے کاغذات کی حفاظت ضروری ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ پولیس کے قبضے میں جائیں۔ جلدی کرو۔ اُجالا ہونے سے پہلے ہی تمہیں وہاں سے واپس آجانا ہے۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔ خاور نے تیزی سے کپڑے پہنے اور میز کی دراز سے ریوالور نکال کر جیب میں ڈالتا ہوا باہر نکل آیا موٹر سائیکل سائبان کے نیچے موجود تھی۔ پس پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح کیپٹن جعفری کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ سڑکیں

سنسان پڑی تھیں۔ اس لئے چوراہوں پر روک لئے جانے کا بھی خدشہ نہیں تھا۔ موٹر سائیکل گویا فضا میں تیرتی چلی جارہی تھی۔

پھر اس کا انجن جعفری کے مکان کے سامنے ہی پہنچ کر بند ہوا۔ موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی کر کے کیپٹن خاور درانہ اندر گھستا چلا گیا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"خبردار!" اچانک ایک کمرے سے آواز آئی۔ "جو جہاں ہے وہیں ٹھہرے پولیس۔" لیکن خاور اتنا احمق نہ تھا کہ ایسے فقروں میں آجاتا۔ اگر پولیس اندر موجود تھی تو باہر بھی کسی نہ کسی کو ہونا چاہئے تھا اور کوئی نہیں تو ایک کانسٹیبل ہی صدر دروازہ پر نظر آگیا ہوتا۔

کیپٹن خاور نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ بند دروازے کی طرف کر دیا۔ اسی دروازے کی دوسری طرف کسی نے اسے مخاطب کیا تھا اور اس دروازے کے شیشوں میں روشنی بھی نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ لہٰذا جو کوئی بھی اندر تھا اندھیرے ہی میں تھا کیپٹن خاور نے آگے بڑھ کر ایک زوردار ٹھوکر دروازے پر رسید کی۔ دروازہ کھل گیا ساتھ ہی ایک شعلہ سا سنسناتا ہوا اس کے داہنے کان کے قریب سے گذر گیا۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹا اور دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا۔ اندر گہری تاریکی تھی اور سناٹے کا یہ عالم تھا جیسے چند لمحات پیشتر نہ تو کوئی فائر ہوا ہو اور نہ کسی کے قدموں کی چاپ ہی سنائی دی ہو۔

تقریباً تین یا چار منٹ تک یہی کیفیت رہی۔ کیپٹن خاور چپ چاپ دیوار سے چپکا کھڑا رہا وہ اس مکان کے نقشے سے اچھی طرح واقف تھا اور جانتا تھا کہ جو کوئی بھی اس کمرے کے اندر ہے اس کے لئے فرار کی راہ اس دروازے کے علاوہ اور کوئی دوسری نہیں ہو سکتی۔

ورنہ وہ اتنا گاؤدی نہیں تھا کہ اس طرح وقت برباد کرتا۔

اچانک اندر سے روشنی کی ایک باریک سی لکیر باہر رینگ آئی۔ کیپٹن خاور اب بھی بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اس نے اپنی سانس تک روک رکھی تھی لیکن ریوالور کا رخ دروازے ہی کی طرف تھا۔ روشنی کی لکیر جلد ہی غائب ہو گئی شائد وہ کسی ننھی سی ٹارچ کی روشنی تھی جس کی شعاعیں پھیلتی نہیں تھیں۔

دوسرے ہی لمحے میں کوئی دبے پاؤں کمرے سے نکلا اور ساتھ ہی خاور کے ریوالور کی نالی اس کے جسم کے کسی حصہ سے جا لگی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ...!" خاور نے آہستہ سے کہا۔

یہ کھلی ہوئی حماقت تھی۔ اندھیرے میں اس قسم کے اقدامات فضول ہی ہوتے ہیں بہرحال وہ گھونسہ خاور کی پیشانی ہی پر پڑا تھا جس نے اس کی آنکھوں میں ستارے بھر دیئے اور اسے چاروں طرف اُجالا ہی اُجالا نظر آنے لگا۔ مگر اس کے اوسان سلامت تھے۔ اس نے جوابی حملہ ریوالور کے دستے سے کیا... ویسے یہ اور بات ہے کہ وہ دیوار پر پڑا ہو۔

اس کے ہاتھ میں چوٹ بھی آئی اور ریوالور بھی ایک کھٹاکے کے ساتھ فرش پر جا گرا۔

بہرحال وہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سن رہا تھا۔ جو لحظہ بہ لحظہ دور ہوتی جارہی تھی۔

پھر سناٹا چھا گیا۔

اب خاور نے جیب سے ٹارچ نکالی... اور سارے کمرے روشن کرتا چلا گیا۔ صدر دروازہ مقفل کرنے کے بعد وہ پھر ان کمروں کی طرف واپس آگیا۔ شاید ہی کوئی کمرہ ایسا رہا ہو جس میں ابتری نہ نظر آئی ہو۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے بہت جلدی میں کوئی چیز تلاش کرنے کی کوشش کی ہو۔

خاور نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا کیونکہ وہ اس جگہ سے واقف تھا جہاں کیپٹن جعفری اپنے کاغذات رکھا کرتا تھا۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں آدمی ایک دوسرے سے نہ صرف واقف تھے بلکہ ان رازوں میں بھی ایک دوسرے کے شریک تھے جن کا تعلق محکمے سے تھا۔

وہ اُس جگہ پہنچ گیا جہاں کیپٹن جعفری اپنے کاغذات رکھتا تھا۔

مگر... دوسرے ہی لمحے میں اس کی روح تک لرز اٹھی۔ کیونکہ کاغذات وہاں نہیں تھے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کا پُر اسرار آفیسر ایکس ٹو... بڑی سختی سے جواب طلب کرے گا۔ ایکس ٹو جس کی شکل اس کے آٹھوں ماتحتوں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔ اس کے پیغامات انہیں فون پر ملا کرتے تھے۔ بعض اوقات تو انہیں ایسا محسوس ہونے لگتا تھا جیسے وہ کوئی روح ہو۔! کیپٹن خاور نے ایک جھرجھری سی لی... وہ سب ایکس ٹو سے بہت ہی ڈرتے تھے۔

اچانک اس کی نظر میز پر پڑی جس پر صرف ایک کاغذ کا ٹکڑا پیپر ویٹ سے دبا رکھا تھا۔ اس کے علاوہ اس میز پر اور کچھ نہیں تھا۔! خاور نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا لیا اور پھر ایک گہری سانس لے کر کمروں کے بلب بجھانے میں مشغول ہو گیا... کاغذ کے اس ٹکڑے پر تحریر تھا۔

"تم لوگ بالکل گاؤدی ہو... اگر میں بھی تمہارے ساتھ نہ لگا رہوں تو تم بیڑہ ہی غرق کردو۔ کاغذات میں لئے جارہا ہوں۔ تم پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی یہاں سے چلے جاؤ۔ اگر پکڑے گئے تو میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا۔

ایکس ٹو...!"

کیپٹن خاور بڑی بدحواسی کے عالم میں وہاں سے رخصت ہوا۔

عمران بڑے جوش و خروش کے ساتھ میز پر طبلہ بجارہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ایسے انہماک کے تاثرات تھے جیسے وہ کوئی بہت ہی اہم فریضہ انجام دے رہا ہو۔ محکمہ سراغرسانی کا سپرنٹنڈنٹ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا ہوا اسے غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کے علاوہ اور کوئی نہ رہا ہوگا۔ آج کل اسے عمران سے اللہ واسطے کا بیر ہوگیا تھا۔ بنائے فساد دراصل رات کے شہزادے کا کیس تھا۔

فیاض کا کہنا تھا کہ آخر کار وہ سرکاری اداروں کی آڑ لے کر اپنا کام کیوں نکالتا ہے... اب تک وہ دوبار اسی قسم کی حرکتیں کرچکا تھا۔ نیلے پرندوں والے کیس میں اس نے خود کو وزارتِ خارجہ کا نمائندہ بنا کر پیش کیا تھا۔ حالانکہ اس کا یہ دعویٰ فیاض کی تفتیش کی روشنی میں غلط ہی ثابت ہوا تھا۔ پھر رات کے شہزادے والے کیس میں اس نے اپنا تعلق محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے ظاہر کرکے کام نکالا... فیاض اس کے اس دعویٰ کی تصدیق بھی نہ کرسکا مگر چونکہ اسے علم تھا کہ اس کیس میں وزارتِ داخلہ کے سیکریٹری سر سلطان بھی ملوث تھے اس لئے اس نے عمران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ عمران نے جو کچھ بھی کیا ہوگا سر سلطان کے اشارے ہی پر کیا ہوگا۔ یہ بات بھی اسے معلوم تھی کہ سر سلطان عمران کی صلاحیتوں سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔

فیاض اس وقت عمران کے فلیٹ میں کیا کررہا تھا؟ اس چیز کے اظہار کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی جب کہ پچھلی رات شہر میں ایک عجیب و غریب واردات ہوچکی تھی۔

"تم نے کیا سوچا...؟" فیاض نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوپر فیاض...!" عمران نے میز پر طبلہ بجانے کا شغل ترک کرکے ایک طویل سانس لی۔

چند لمحے فیاض کو نیم باز آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ پھر سنجیدگی سے بولا۔ "یہ پہلا اتفاق ہے کہ اتنی دیر تک طبلہ بجانے کے باوجود بھی کچھ نہیں سوچ سکا۔ تم خود سوچنے کی کوشش کرو۔ ان دونوں نے بار سے شراب نہیں لی تھی لیکن پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کہتی ہے کہ انگریز بحالتِ نشہ قتل ہوا تھا۔ معدے میں بھی شراب کی کچھ مقدار موجود تھی اور وہ تقریباً تین گھنٹے تک بار میں بیٹھے تھے۔ کیپٹن جعفری غائب ہوگیا پولیس کو اس کے گھر کا سارا سامان ادھر اُدھر بکھرا ہوا ملا۔ ایک دیوار سے ریوالور کی گولی برآمد ہوئی۔ خنجر کے دستے پر انگلیوں کے نشانات نہیں ملے۔ وغیرہ وغیرہ... بلکہ تین بار وغیرہ... اب بتاؤ میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کرسکتا ہوں۔ اگر موقع پر موجود ہوتا تو قاتل کو وہ کوسنے دیتا کہ اس کی دادی بھی بلبلاتی ہوئی اپنی قبر سے نکل آتی۔!"

"اچھا... تو میں جارہا ہوں... لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس سلسلے میں کچھ کرتے پھر رہے ہو۔!"

"میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر اس بار تم ہتھے چڑھے تو قبر تک تمہارے ساتھ جاؤں گا۔!"

"بہتر یہ ہے کہ تم قبر ہی میں میرا انتظار کرنا...!" عمران دوبارہ اپنا شغل شروع کرتا ہوا بولا۔ "میرے ساتھ کہاں تک دوڑتے پھرو گے۔ ار... ہا...!"

اس نے ہاتھ روک کر ٹیلی فون کو گھونسہ دکھایا۔ جس کی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہوگی جس کے لئے عمران نے کتے کا پلا رکھ چھوڑا تھا۔ جب سے اسے کتے کے پلے کی آواز سنائی دینے لگی تھی تب سے اس نے بھی بلی کا روپ دھار لیا تھا۔

اس وقت بھی جیسے ہی عمران نے ماؤتھ پیس میں ہیلو کہا... دوسری طرف سے "میاؤں" سنائی دی۔

"تمہارا فون ہے۔!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے ریسیور فیاض کی طرف بڑھادیا۔

فیاض بھی اتنی ہی سنجیدگی کے ساتھ اٹھ کر میز کے قریب آیا۔ ریسیور ہاتھ میں لیتے وقت اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ کسی کو کیا معلوم کہ وہ اس وقت عمران کے فلیٹ میں موجود ہے۔ اس نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ عمران کی طرف جارہا ہے۔

"ہیلو...!"

"میاؤں...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا مطلب کون ہے...؟" فیاض غرایا۔

"میاؤں... میاؤں... میاؤں...!"

فیاض نے ریسیور پٹخ کر عمران کے سر پر دو ہتھڑ رسید کر دیا لیکن پھر اپنے ہی ہاتھ سہلانے پڑے کیونکہ عمران نے وار خالی دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ بھرپور حملہ میز ہی پر جا پڑا ہوگا۔

"واقعی اس فون میں کوئی آسیبی خلل واقع ہو گیا ہے۔!" عمران فیاض کو متحیرانہ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"یہ کون تھی...؟" فیاض غرایا۔

"غالباً یہ کوئی بُری روح ہے۔!"

"ہاں... آں...!" فیاض بُرا سامنہ بنائے ہوئے بولا۔ "تم یہاں دن رات عبادت تو نہ کرتے ہو گے... گھر والوں سے علیحدہ رہنے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے۔!"

"اکثر یہ بھی سوچتا ہوں۔!" عمران نے اس بات پر دھیان نہ دے کر کہا۔ "شائد کوئی صاحب اپنی بلی کو فون کرنا سکھا رہے ہوں۔!"

"تم ہمیشہ مجھے لغو قسم کی بکواس میں الجھا لیتے ہو۔!" فیاض بپھر گیا۔

"راستہ ادھر ہے۔!" عمران نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

فیاض اس وقت کچھ موڈ میں نہیں تھا۔ وہ بات بھی نہیں بڑھانا چاہتا اور پھر غرض بھی اپنی ہی تھی... وہ جانتا تھا کہ عمران ابتداء میں پریشان تو ضرور کرتا ہے لیکن پھر کسی نہ کسی طرح کام نکل ہی جاتا ہے۔

وہ عمران کو دھمکیاں دیتا ہوا باہر چلا گیا۔

کیپٹن خاور کی موٹر سائیکل گرانڈ ہوٹل کے سامنے رک گئی۔ وہ اسے پورچ تک دھکیلتا ہو لے گیا۔ پھر ایک کنارے کھڑی کر کے ہوٹل میں داخل ہوا۔

اس کے چیف آفیسر ایکس ٹو نے اُسے اطلاع دی تھی کہ کیپٹن جعفری گرانڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر ۱۶ میں مقیم ہے اُس نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ ہر حال میں جعفری سے رابطہ قائم رکھے۔ سولہویں کمرے کے سامنے پہنچ کر اس نے بند دروازے پر دستک دی۔

"کون...؟" اندر آواز آئی۔

"خاور...!"

دوسرے ہی لمحے میں اندر سے قدموں کی چاپ سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔ جعفری سامنے کھڑا تھا لیکن خاور اسے پہلی نظر میں نہیں پہچان سکا کیونکہ اس نے اپنی گھنی مونچھیں صاف کرادی تھیں اور پہلے کی نسبت کم عمر نظر آنے لگا تھا۔

"تم یہاں کیسے...!" جعفری نے حیرت ظاہر کی۔

"ایکس ٹو... کی عنایت...!" خاور کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔

وہ چند لمحے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر جعفری نے کہا۔ "ایکس ٹو یقیناً کوئی بھوت ہے۔!"

"یہ جملہ ہم اتنی بار دہرا چکے ہیں کہ اب اس میں کوئی جاذبیت نہیں رہ گئی۔!" کیپٹن خاور نے خشک لہجے میں کہا۔ "وہ بھوت ہو یا نہ ہو! لیکن اسے اس کی خبر بھی رہتی ہے کہ ہم نے دن بھر میں کتنے سانس لئے... اب تم یہ بتاؤ کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

"بیٹھو...!" جعفری نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

جعفری بُری طرح بھرا بیٹھا تھا۔ اس نے سب کچھ اگلنا شروع کر دیا۔ جب وہ کہہ چکا تو خاور نے اس کے مکان میں اپنی کارگزاریوں کا تذکرہ چھیڑ دیا اور یہ بھی پوچھا آخر والٹن ایکس ٹو سے کیوں ملنا چاہتا تھا۔

"خدا جانے...!" جعفری بُرا سامنہ بنا کر بولا۔ "میں نے اپنے ہی ہاتھوں سے یہ پھندا اپنی گردن میں ڈالا ہے۔!"

دفعتاً میز پر رکھے ہوئے فون کا بزر چیخ اٹھا۔

"دیکھو...! کون ہے...؟" جعفری نے فون کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

کیپٹن خاور نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے بولنے والی ہوٹل کے ایکسچینج کی لڑکی تھی۔

"کیا سولہویں کمرے میں کوئی صاحب مسٹر خاور ہیں۔!" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں خاور ہی بول رہا ہوں۔!"

"دیکھئے ہولڈ آن کیجئے... آپ کی کال ہے۔!"

خاور جعفری کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے پلکیں جھپکاتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کون ہے...؟"

"خاور...!"

"ایکس ٹو...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تم وہاں پہنچ گئے نا...!"

"جی ہاں...! جناب...!"

"کوئی خاص بات؟" ایکس ٹو نے پوچھا۔

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ کیپٹن جعفری نے اپنی مونچھیں صاف کرادی ہیں۔!"

"ہوں...!" ایکس ٹو کی آواز میں غصیلا پن تھا۔ "کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے کہ وہ آدمی تمہارا تعاقب کرتے ہوئے گرانڈ ہوٹل تک آئے ہیں۔!"

"ادغ...!" کیپٹن خاور کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

"اور وہ دونوں اس وقت بھی ڈائننگ ہال میں تمہارے منتظر ہیں۔ کچھ دیر قبل ان میں سے ایک سولہویں کمرے کے دروازے پر بھی کھڑا رہا تھا۔ سنو کیپٹن جعفری کی زندگی خطرے میں ہے۔ چند نامعلوم آدمیوں کو شبہ ہے کہ والٹن نے اسے کوئی خاص بات بتائی ہے وہ بات جس کا اعلان وہ پسند نہیں کرتے۔!"

"پھر میرے لئے کیا حکم ہے۔!" کیپٹن خاور نے پوچھا۔

"تم اس وقت تک کمرے سے باہر نہیں نکلو گے جب تک کہ میں تمہیں دوبارہ فون نہ کروں دروازہ اندر سے بند رکھنا...!"

"بہت بہتر جناب ایسا ہی ہوگا۔!" کیپٹن خاور نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔ خاور بھی ریسیور رکھ کر جعفری کی طرف مڑا... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"تم واقعی مصیبت میں پھنس گئے ہو۔!"

"کیوں...؟"

خاور نے اپنی اور ایکس ٹو کی گفتگو دہرائی۔

"اے کپتان صاحب۔!" جعفری نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اُن

لوگوں کے ڈر سے یہاں چھپا بیٹھا ہوں۔!"

خاور نے کوئی جواب نہ دیا۔ جعفری بولتا رہا۔ "میں یہ سب کچھ ایکس ٹو کی ہدایت کے مطابق کررہا ہوں۔ وہ نہیں چاہتا کہ پولیس مجھ تک پہنچے اور یہ بات تو مجھے ابھی معلوم ہوئی ہے کہ وہ مجھے پولیس کے علاوہ کسی دوسری پارٹی سے بھی بچانا چاہتا ہے۔!"

"بھئی! میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم ڈرپوک ہو۔!" خاور بولا۔ "میں نے تو تمہیں ایک نئی بات بتائی ہے اور تمہیں خود اعتراف ہے کہ یہ اطلاع تمہارے لئے بالکل نئی ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ والٹن ایکس ٹو سے کیوں ملنا چاہتا ہے اور ایکس ٹو اس سے واقف ہونے کے باوجود بھی کیوں نہ ملا۔!"

جعفری نے جواب میں کچھ نہیں کہا... کمرے پر سکوت طاری ہوگیا تھا۔

عمران اور اس کی دوست روشی گرانڈ ہوٹل کی ایک میز پر بیٹھے بحث میں الجھے ہوئے تھے۔

روشی کہہ رہی تھی کہ سب سے پہلے دوربین گلیلیو نے بنائی تھی اور عمران کہہ رہا تھا۔ "نہیں دنیا کی سب سے پہلی دوربین گورداسپور کے شیخ چھتانی نے بنائی تھی۔!"

بات بڑھ گئی... روشی میز پر گھونسہ مار کر بولی۔ "تم ہمیشہ کے تنگ نظر ہو۔ جہاں مغرب نے کوئی نئی چیز ایجاد کی تم نے نعرہ لگایا کہ واہ یہ تو صدیوں پہلے کسی مسلمان نے بغداد میں بنالی تھی۔ یہ کیا لغویت ہے۔!"

"میں گورداسپور کی بات کررہا ہوں... جہاں بہت اچھا گڑ بنایا جاتا ہے۔ میرا دعویٰ ہے انگلینڈ یا امریکہ والے اتنا اچھا گڑ نہیں بنا سکتے۔!"

"مت بکواس کرو... میں نہیں جانتی کہ گڑ کسے کہتے ہیں۔!"

"یہ لو جب تم نہیں جانتیں تو بیچارے انگلینڈ یا امریکہ والے کیا جانتے ہوں گے اگر انہوں نے دو چار سو سال بعد گڑ بنالیا تو یہی سمجھیں گے کہ گڑ ہماری ایجاد ہے۔ بھئی واہ اور اگر اس وقت کوئی یہ کہے گا کہ چار سو سال پہلے ہی گوداسپور والے گڑ بنانا جانتے تھے تو تم جیسی کسی تنگ نظر عورت کو تاؤ آجائے گا۔!"

"گڑ کیا چیز ہے...!" روشی جھنجھلا کر بولی۔

"بہت بڑی چیز ہے۔!" عمران سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔

یہ گفتگو اونچی آواز میں ہو رہی تھی دونوں سنجیدہ تھے... اس لئے قرب وجوار کی میزوں کے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"بتاؤ نا کیا چیز ہے...!" روشی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے چھوڑو بھی اسے... کوئی دوسری بات کرو!"

"نہیں دوسری بات نہیں...! تمہیں بتانا پڑے گا۔!"

"گڑ...!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کس طرح سمجھاؤں... کسی دن دکھادوں گا۔!"

ساتھ ہی عمران نے روشی کو کچھ اشارہ بھی کیا اور روشی یکلخت خاموش ہو گئی۔

"اچھا تم یہیں انتظار کرو... میں ابھی گڑ لا رہا ہوں۔!" اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ڈائننگ ہال سے باہر نکل گیا۔ روشی وہیں بیٹھی رہی۔

کچھ دیر بعد کمرہ نمبر سولہ کے فون کا بزر پھر چیخا... اس بار جعفری نے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو... کمرہ نمبر سولہ...!" ایکس چینج کی لڑکی کی آواز تھی۔ "یس پلیز...!"

"ہولڈ آن کیجئے۔!"

پھر دوسرے ہی لمحے میں جعفری نے ایکس ٹو کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ "جعفری تم فوراً کمرہ نمبر ستائیس میں چلے جاؤ... وہ خالی ہے اور اس کی بکنگ مسٹر طاہر کے نام سے ہو گئی ہے۔ خاور سے کہو وہ وہیں ٹھہرے... جلدی کرو۔!"

سلسلہ منقطع ہو گیا۔

"تم یہیں ٹھہرو گے... میں کمرہ نمبر ستائیس میں جا رہا ہوں۔!"

"کیوں...؟ کیا ایکس ٹو...!"

"ہاں وہی... کیا مصیبت ہے۔!"

"یار... ہمیں ایسے آفیسر پر فخر کرنا چاہئے جو چوبیس گھنٹے جاگ کر ہماری حفاظت کرتا رہتا ہے۔!"

"اچھا میں چلا...!" جعفری نے کہا اور باہر نکل گیا۔ سنسان راہداری میں اس کے قدموں کی آواز گونجتی رہی۔!

کیپٹن خاور نے دروازہ نہیں بند کیا... اس نے اپنے پائپ میں تمباکو بھری اور آرام کرسی پر

نیم دراز ہو کر پائپ کے ہلکے کش لینے لگا۔

بمشکل تمام دس منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک اجنبی کمرے میں درانہ گھستا چلا آیا اور اس نے خاور کو اتنی مہلت بھی نہیں دی کہ وہ اس حرکت کے خلاف احتجاج کر سکتا۔ خاور کی نظر اپنی طرف اٹھتے ہوئے ریوالور کی طرف تھی۔ پھر ایک دوسرے آدمی نے بھی کمرے میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"جعفری کہاں ہے۔!" ریوالور والے نے غرا کر پوچھا۔

"جعفری!" کیپٹن خاور نے حیرت ظاہر کی پھر جلدی سے بولا۔ "اوہ تو آپ لوگ بھی کیپٹن جعفری کی تلاش میں ہیں۔!"

"ہاں... لیکن تم کون ہو... اور کل صبح اس کے مکان میں کیا کر رہے تھے۔!"

"تم پوچھنے والے کون ہو۔!" خاور نے برافروختگی کا مظاہرہ کیا۔ "اور یہ تم ریوالور لئے ہوئے کسے دھمکا رہے ہو اسے تو جیب ہی میں رکھو میں ان چیزوں کی ذرا کم ہی پرواہ کرتا ہوں۔!"

"جعفری کہاں ہے؟ کچھ دیر پہلے وہ اسی کمرے میں تھا۔!" ریوالور والے نے آہستہ سے پوچھا۔

"مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی کہ جعفری یہاں ہے... لیکن...!"

"کیا... کیا...!"

"لیکن یہی کہ وہ یہاں نہیں ہے...؟" خاور نے لاپرواہی سے کہا۔

"پھر یہاں کون تھا جس نے اندر سے دروازہ کھولا تھا۔!"

"میرے دوست تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے...!" خاور نے نرم آواز میں کہا۔ "میں نے یہی سمجھ کر دروازے پر دستک دی تھی کہ جعفری یہاں موجود ہے۔ لیکن اندر سے جواب نہ ملنے پر میں نے دروازے کو دھکا دیا اور وہ کھل گیا۔!"

"پھر تم اتنی دیر سے یہاں کیا کر رہے تھے۔!"

"انتظار اس کی واپسی کا انتظار... مگر پھر سوچتا ہوں کہ وہ آخر دروازے کو مقفل کر کے کیوں نہیں گیا۔!"

"ریوالور والے کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ "اس نے پوچھا۔

"تمہیں جعفری کی تلاش کیوں ہے...!"

"وہ میرا دوست ہے... اس نے مجھے فون پر مطلع کیا تھا کہ اس کی زندگی خطرے میں ہے
میں کل صبح اس کے گھر پہنچا۔ مگر وہاں اس کے علاوہ اور کوئی تھا جس نے مجھ پر فائر کر دیا
دونوں میں زبردست ٹکر ہوئی لیکن وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ
میں ہی سے کوئی رہا ہو گا۔ میں پوچھتا ہوں آخر تم اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو یا تو مجھے اس
قصور بتاؤ یا اپنی ان حرکتوں سے باز آجاؤ۔!"

"ہم باز آ گئے اپنی حرکتوں سے...!" اجنبی نے ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "آؤ ہم سب مل کر اسے تلاش کریں... اسی میں اس کی بھلائی ہے۔ لیکن تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ ہم لوگوں میں سے کسی نے اس پر یا تم پر فائر کیا ہو گا۔"

"میرے پاس اب اتنا وقت نہیں ہے۔!" خاور نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"وہ خود ہی حماقتیں کر رہا ہے۔ اگر اسے کسی قسم کا خطرہ محسوس ہوا تھا تو اسے سیدھے میرے پاس آنا چاہئے تھا۔ وہ جانتا ہے کہ میں کس قماش کا آدمی ہوں۔ اسے میری صلاحیتوں کا بھی علم ہے۔!"

"اچھا فرض کرو... وہ آجاتا تمہارے پاس تو تم کیا کرتے۔!"

"اسی صورت میں تمہیں قدر و عافیت معلوم ہوتی جب وہ میرے گھر میں پناہ لیتا۔!"

"تم کیا کام کرتے ہو...!"

"میں بھی فوج کا ایک پنشن یافتہ آفیسر ہوں۔" خاور نے لاپروائی سے کہا۔ "میں اور جعفری بہت دنوں تک ساتھ رہے ہیں۔!"

"تب تو تم پر لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔!" ریوالور والا خشک لہجے میں بولا۔

"کیوں...!" دفعتاً خاور غرایا۔ "تم حد سے بڑھ رہے ہو۔!"

"میں نے لعنت یوں بھیجی ہے کہ تم پنشن یافتہ ہوتے ہوئے بھی سرکاری کام میں روڑے اٹکا رہے ہو۔!" ریوالور والے نے کہا۔

"سرکاری کام....!" خاور نے چونک کر پوچھا اور اس کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آ لگے جو سو فیصد بناوٹی تھے۔

ریوالور والے نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر خاور کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ لیتے وقت خاور کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔

کارڈ پر تحریر تھا۔ "ایس ٹی بھٹی... انسپکٹر آف سی آئی ڈی۔!"

"انسپکٹر صاحب...!" خاور نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "کیا آپ کو یقین ہے کہ جعفری ہی نے اس انگریز کو قتل کیا ہو گا۔!"

"ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔!" ریوالور والے نے لاپروائی سے کہا۔ چند لمحے خاور کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "کیپٹن خاور... تم محکمے کی مدد کر سکتے ہو۔!"

"انسپکٹر صاحب... میں ہر طرح سے تیار ہوں۔ جو کچھ بھی مجھ سے ہو سکے گا۔!"

"فی الحال مجھے جعفری کا پتہ بتا دو...!"

"اب... ٹھہریئے میں بتاتا ہوں....!" خاور کچھ سوچتا ہوا بڑبڑانے لگا۔ "نہیں وہاں بھی نہیں۔ ارشاد ڈرپوک آدمی ہے... وہ وہاں بھی نہ ہو گا او ہو.... جولی۔!"

خاور دفعتاً اچھل پڑا اور ریوالور والے کی طرف شرارت آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔!"

"تو بتاؤ نا...!" ریوالور والے نے جھنجھلا کر کہا۔

"دیکھئے! اب وہ جولی کے علاوہ اور کسی کے یہاں نہ مل سکے گا۔ جولی اس کی داشتہ ہے۔ ڈیکن اسٹریٹ کے گیارہویں مکان میں رہتی ہے۔!"

"کیا تم وہاں تک ہمارے ساتھ چل سکو گے۔!"

"کیوں نہیں... مسٹر بھٹی... ضرور بالضرور... اگر جعفری ہی اس انگریز کا قاتل ہے۔ تو میں جعفری کو پھانسی کے تختے ہی پر دیکھنا پسند کروں گا۔ مجھے ایسے لوگوں سے بڑی نفرت ہے جو قانون کا احترام کرنا نہ جانتے ہوں...!"

"اچھا تو آؤ...!" ریوالور والے نے ہاتھ ہلا کر دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر وہ تینوں کمرے سے راہداری میں آ گئے خاور سب سے پہلے باہر نکلا تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے ایک سایہ وہاں سے ہٹ کر برابر والے کمرے میں چلا گیا ہو۔! لیکن اس نے اسے وہم سے زیادہ اہمیت نہ دی۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر وہ کوئی آدمی تھا تو اس سے اتنے پھرتیلے پن کی توقع نہیں کیا جا سکتی۔

بہر حال راہداری طے کر کے زینوں کی طرف جاتے وقت خاور یہ سوچ رہا تھا کہ اسے جولی کے گھر پہنچ کر کیا کرنا ہو گا۔ جولیانا فنٹر واٹر دراصل کیپٹن جعفری ہی کی طرح محکمہ خارجہ کی سیکرٹ

سروس کی ایک رکن تھی۔

خاور نے یہ سب کچھ کر ڈالا تھا مگر اب سوچ رہا تھا کہ ایکس ٹو اسے پسند بھی کرے گا یا نہیں۔!

ویسے اسے یقین تھا کہ اس وقت بھی ایکس ٹو ہزار آنکھوں سے اس کی نگرانی کر رہا ہوگا۔ وہ گرانڈ ہوٹل سے باہر آکر ایک کار کی طرف بڑھے۔

"یہاں میری موٹر سائیکل موجود ہے۔!" خاور بولا۔

"اسے یہیں رہنے دو...!" ریوالور والا مسکرایا۔ "میں تمہیں یہیں پہنچا دوں گا۔!"

"خیر کوئی بات نہیں ہے۔!"

خاور اگلی سیٹ پر ریوالور والے کے برابر بیٹھ گیا۔ دوسرا آدمی پچھلی سیٹ پر پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔ ریوالور والے نے کار اسٹارٹ کر دی۔

تھوڑی دیر بعد خاور نے کہا۔ "یہ کدھر جا رہے ہو۔ ڈیکن اسٹریٹ کی طرف چلو نا۔!"

"نہیں پہلے میں تمہیں ہیڈ کوارٹر لے جاؤں گا۔!"

"کیوں...!"

"تمہارے بیان کے لئے...؟"

"میرا وقت نہ برباد کرو...!" کیپٹن خاور نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا جتنا تمہیں بتا چکا ہوں۔!"

"بس اتنے ہی کی ہمیں ضرورت بھی ہے۔!" ریوالور والے نے کہا۔ "ہمارا چیف باضابطہ کارروائی چاہتا ہے۔ خواہ نتیجہ کچھ بھی نہ نکلے۔!"

"تمہاری مرضی...!" خاور نے بے دلی سے کہا اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ وہ آنے والے لمحات کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے پھر بولنا پڑا۔

"ہم ڈکسن روڈ جا رہے ہیں۔ کیا لمبا چکر لگا کر ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کا ارادہ ہے۔!"

"چپ چاپ بیٹھے رہو...!" دفعتاً پیچھے بیٹھا ہوا آدمی غرایا اور اس کے ریوالور کی نال خاور کی گردن سے جا لگی۔

"یارو کیا سچ مچ پاگل ہو گئے ہو۔!" خاور جھنجھلا کر بولا۔ "میں اتنا گدھا نہیں ہوں کہ چلتی کار سے چھلانگ لگا دوں۔!"

جواب میں کچھ نہیں کہا گیا۔ لیکن ریوالور کی نال بدستور اس کی گردن سے لگی رہی۔ خاور بھی خاموش ہو گیا۔ وہ بکواس کر کے اپنی زبان نہیں تھکانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ لوگ اسے کیوں لے جا رہے ہیں۔

کار شہر سے باہر نکل آئی... بڑی بڑی عمارتیں بہت پیچھے رہ گئی تھیں اور اب سرسبز میدان اور لہلہاتے ہوئے کھیتوں کے سلسلے میں شروع ہو گئے تھے۔ بالآخر کار ایک جگہ رک گئی اور خاور سے اترنے کو کہا گیا ریوالور اب بھی اس کی گردن پر موجود تھا خاور نے کسی حیل وحجت کے بغیر تعمیل کی۔

اب وہ ایک عمارت کی طرف جا رہے تھے۔ جس کی چمنی سے خاور نے اندازہ کر لیا کہ وہ کسی قسم کی فیکٹری ہے۔ قریب پہنچنے پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حقیقتاً شیشے کے برتنوں کا کارخانہ تھا۔ جیسے ہی وہ پھاٹک میں داخل ہوئے ایک کار فراٹے بھرتی ہوئی سڑک سے گذر گئی اور خاور نے دل ہی دل میں ایکس ٹو کا نعرہ لگایا۔ لیکن پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور نہ ان دونوں ہی نے دیکھنے کی زحمت گوارہ کی۔!

جولیانا فٹنر واٹر جو نسلاً سوئیس تھی ہمیشہ اطالوی گیت گایا کرتی تھی۔ اسے اطالوی موسیقی بہت پسند تھی۔ لیکن جب بھی اسے اپنے پُر اسرار آفیسر ایکس ٹو کا فون ریسیو کرنا پڑتا تو اسے گھنٹوں اطالوی کیا سوئیس گیت بھی یاد نہیں آتے تھے۔

محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کے آٹھ ممبروں میں سے وہ بھی ایک تھی۔

اس وقت وہ ایک اطالوی گیت گنگنا رہی تھی اور ہاتھ سویٹر بننے میں مصروف تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی۔

اس نے سویٹر ایک طرف رکھ دیا... اور اٹھ کر ایک طویل انگڑائی لی۔ گھنٹی برابر بجتی رہی۔

"ہِل... لو...!" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"مس جولیا...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"یس جولیا اسپیکنگ...!"

"میں ایکس ٹو بول رہا ہوں۔!"

"یس سر... یس سر...!" جولیا بوکھلا گئی اس کا سر ہوا میں اڑنے لگا۔

"تم جعفری کے حالات سے واقف ہی ہو...!"

"جی ہاں... مجھے معلوم ہوا ہے۔!"

"تمہارے پاس جعفری کی کوئی تصویر ہے۔!"

"جی ہاں ہے۔!"

"اچھا تو تمہارے ڈرائینگ روم میں جو ٹیبل فریم ہے اور جس میں ایملی برونٹی کی تصویر لگی ہوئی ہے... کیوں ہے نا... میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔!"

"آپ ٹھیک فرمارہے ہیں...!" جولیا نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"اچھا تو اس فریم میں ایملی برونٹی کی تصویر نکال کر جعفری کی تصویر لگادو...!"

"بہت بہتر جناب...!" جولیا نے کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔

"تمہیں حیرت ہوگی۔!" ایکسٹو نے کہا۔ "لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں دو آدمی جعفری کی تلاش میں ہیں۔ تم انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھانا... وہ جعفری کے متعلق پوچھ گچھ کریں تو تم کہنا کہ تم پہلی بار وہ نام سن رہی ہو۔ جب وہ تصویر کی طرف اشارہ کریں تو اس طرح چونکنا جیسے تمہیں وہاں اس کی موجودگی کا دھیان ہی نہ رہا ہو۔ پھر خوفزدہ نظر آنے لگنا۔ ظاہر ہے کہ پھر تمہیں جعفری کے متعلق کچھ نہ کچھ بتانا ہی پڑے گا۔ شاید وہ دونوں خود کو محکمۂ سراغ رسانی کے آفیسر ظاہر کریں لہٰذا تم انہیں وہ مقام بتادینا جہاں جعفری چھپا ہوا ہے۔!"

"مجھے اس کا علم نہیں ہے جناب...!" جولیا نے جواب دیا۔

"اوہ! تم ان دونوں کو دانش منزل لے جانا۔ عمارت خالی ہے۔!"

"میں نے سارے انتظامات مکمل کرادیئے ہیں۔ بس تم انہیں یہ کہہ کر وہاں لے جانا کہ جعفری وہیں چھپا ہوا ہے۔!"

"بقیہ معاملات کو میں دیکھ لوں گا۔!"

"بہت بہتر جناب... ایسا ہی ہوگا۔!"

"مجھے تمہاری ذہانت پر فخر ہے۔!" ایکس ٹو نے کہا اور جولیا خوشی سے پھول گئی۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کردیا گیا۔

کیپٹن خاور کو زبردستی ایک کمرے میں دھکیل دیا گیا۔ اس وقت کارخانے کی مشینیں بند تھیں اور وہاں سناٹے کی حکمرانی تھی۔ ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہاں ان چار آدمیوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہ ہو۔ وہ دونوں جو خاور کو یہاں تک لائے تھے جاچکے تھے۔ ان کی جگہ دوسرے تین آدمیوں نے لے لی تھی۔ لیکن ان تینوں کے چہرے نقابوں میں پوشیدہ تھے۔

"مجھ سے تو کہا گیا تھا کہ... ہیڈکوارٹر...!" خاور نے احتجاجاً کہا۔

"اسے بھی وہی سمجھو...!" ایک نقاب پوش بولا۔ "ہاں اب بتاؤ کہ والٹن نے جعفری سے کیا گفتگو کی تھی۔!"

"کیا میں ان دونوں کے پاس موجود تھا...؟" خاور نے غصیلے لہجے میں سوال کیا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا...!" نقاب پوش بولا۔ "جعفری نے تم سے اس کا تذکرہ ضرور کیا ہوگا۔!"

"نہیں میں کچھ نہیں جانتا...!"

"اچھا...!" نقاب پوش اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف منہ موڑ کر بولا۔

"اسے ٹھیک کرو...!"

خاور اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ لیکن اس کا ریوالور تو پہلے ہی چھین لیا گیا تھا۔ ویسے وہ خالی ہاتھ ہونے کے باوجود بھی لڑ مرنے کے لئے تیار تھا۔

وہ تینوں بیک وقت اس پر ٹوٹ پڑے۔ مگر خاور پر قابو پانا آسان کام نہیں تھا۔ اس نے دو ہی چار ہاتھوں میں ان کے مزاج درست کردیئے۔ لیکن آخر کار اس کا ستارہ گردش میں آہی گیا۔ جب وہ پینترے بدل بدل کر ان پر گھونسے برسا رہا تھا ایک نے زمین پر گر کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑلیں اور وہ منہ کے بل فرش پر ڈھیر ہوگیا اور پھر خاور کو ہوش نہیں کہ وہ کیسے اور کتنی دیر میں بے ہوش ہوا۔

ویسے جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے محسوس کیا کہ وہ کسی کمرے میں نہیں ہے۔ سر پر کھلا ہوا نیلا آسمان تھا اور چاروں طرف قد آدم جھاڑیاں لہرا رہی تھیں۔ جنگل بسیرا لینے والے

پرندوں کے شور سے گونجا ہوا تھا۔ دھوپ میں سرخی سی پیدا ہو چکی تھی اور خاور کا جسم سردی سے کانپ رہا تھا۔ اس کے بدن پر ایسے کپڑے نہیں تھے جو دسمبر کی ایک سرد ترین شام کا مقابلہ کر سکتے۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اسے حیرت تھی کہ وہ یہاں کیسے پہنچا! حالانکہ ابھی اس کا سر بُری طرح چکرا رہا تھا۔ لیکن وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ایسے حالات میں جسم کے درد یا سر کے چکر کی طرف تو دھیان دینا بڑی غیر فطری بات ہوتی۔

اچانک جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور اسے جھاڑیوں کے اوپر کسی کا سر دکھائی دیا اور پھر دوسرے ہی لمحہ مین وہ آدمی اُس کے سامنے تھا۔

"اوہ... تنویر...!" خاور کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ "تم کہاں...!"

"تمہاری موٹر سائیکل باہر موجود ہے۔!" تنویر بولا۔ "ایکسٹو کی ہدایت پر میں اسے گرانڈ ہوٹل سے یہاں لایا تھا اسی نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ تم ان جھاڑیوں میں بے ہوش پڑے ہو۔!"

"فون پر گفتگو ہوئی۔!" خاور نے پوچھا۔

"ظاہر ہے...!" تنویر نے کہا۔

"اس نے تمہیں اور کچھ نہیں بتایا تھا...!"

"نہیں... اس کے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا تھا۔!"

"تم یہاں کتنی دیر سے ہو...!" خاور نے پوچھا۔

"تقریباً آدھے گھنٹے سے... میں نے تمہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی تھی۔ مگر ناکام رہا۔ پانی کی تلاش میں گیا تھا۔ مگر یہاں کوئی تالاب بھی نہیں ہے۔ نہر ہے لیکن آج کل خشک پڑی ہے۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ میں یہاں کیسے پہنچا...!" خاور بڑبڑایا۔

"مگر بات کیا تھی۔!" تنویر نے پوچھا۔

"وہی جعفری والا قصہ...!" خاور بولا۔

"لیکن وہ قصہ کیا ہے۔!"

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں۔!" خاور نے کہا۔ "جتنا تم جانتے ہو اس سے زیادہ میری معلومات نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں میرے رول سے تم بے خبر ہو۔!"

خاور نے وہ سب کچھ دہرایا جو اس پر اب تک گزرا تھا۔

"اوہو...!" تنویر نے ایک لمبی سانس لی۔ "تب تو تمہیں یہاں پہنچانے والا ایکس ٹو ہی ہو گا۔!"

"تنویر تم نے کبھی خواب میں بھی ایسا آفیسر دیکھا ہے۔!"

"خدا کی قسم... دنیا کے پردے میں ایسا آدمی نہیں ملے گا۔ آفیسر کی شان تو یہ ہوتی ہے میز کے پیچھے بیٹھا حکم چلایا کرے۔!"

"مگر وہ سامنے کیوں نہیں آتا...!"

"یہ بڑا اچھا ہے کہ ہم اس کی شخصیت سے ناواقف ہیں۔ ورنہ ہم اتنے پھرتیلے پن کے ساتھ کام نہ کر سکتے۔ یہ بہت اچھا ہے خاور...!"

وہ دونوں جھاڑیوں سے نکل کر سڑک پر آئے۔ وہاں خاور کی موٹر سائیکل موجود تھی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔

"اب کیا رائے ہے۔!" خاور نے پوچھا۔ "گلاس فیکٹری کی طرف سے واپس چلیں۔!"

"نہیں...!" تنویر سر ہلا کر بولا۔ "اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔!"

"خیر...!" خاور کراہ کر مردہ سی آواز میں بولا۔ "ورنہ میں اس طرح تو واپس نہیں جانا چاہتا تھا... اچھا... آئندہ کے لئے بھی کوئی ہدایت۔!"

"نہیں کچھ بھی نہیں...!" تنویر بولا۔

جنگل کے سناٹے میں موٹر سائیکل کی کرخت آواز تموج پیدا کرنے لگی۔

جولیانا فٹنر واٹر ان دو آدمیوں کے ساتھ دانش منزل میں داخل ہوئی اس نے ابھی تک سب کچھ ایکس ٹو کی مرضی کے مطابق ہی کیا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی کہ ابھی تک ایکس ٹو کی پیشین گوئیاں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی تھیں۔ جولیا نے بھی اداکاری کی حد کر دی ہو گی۔ ورنہ وہ دونوں اس کے ساتھ دانش منزل تک کیوں آتے۔

جولیا نے اپنی زندگی میں پہلی بار دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں قدم رکھا تھا۔ ویسے وہ جانتی ضرور تھی کہ وہ عمارت محکمے ہی کے کاموں کے لئے وقف ہے۔

جیسے ہی وہ پورچ میں داخل ہوئے اندر سے ایک بیرا باہر آیا جس کی وردی بڑی شفاف تھی۔ پتہ نہیں وہ کون تھا۔ جولیا نے اسے پہلے پہل دیکھا تھا۔ البتہ وہ صورت ہی سے بالکل احمق معلوم

ہو رہا تھا۔

"کیپٹن جعفری سے کہہ دو کہ جولیا ہے۔!" جولیا آگے بڑھ کر بولی۔ بیرا خاموش پلکیں جھپکاتا رہا۔

"کیا تم بہرے ہو۔!" جولیا نے جھنجھلائے ہوئے سے انداز میں پوچھا۔

"نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔!" بیرے نے احمقوں کی طرح اپنے کان جھاڑتے ہوئے کہا۔ پھر دونوں مردوں سے پوچھا۔ "آپ حضرات کیا چاہتے ہیں۔!"

"یہ میرے ساتھ ہیں۔ تم فضول بکواس کیوں کر رہے ہو۔!" جولیا بولی۔

"اگر یہ آپ کے ساتھ ہیں تب صاحب آپ سے مل بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی مل سکتے۔!" بیرا بولا۔

"کیا بک رہے ہو۔!"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں میم صاحب... صاحب کا حکم ہے مردوں سے کہہ دو صاحب نہیں ہیں۔ عورتوں کو آنے دو۔!"

پھر اچانک وہ اس طرح اپنا منہ دبا کر گال پر تھپڑ مارنے لگا جیسے یہ بات بے خیالی میں اس کے منہ سے نکل گئی اور اب اسے نہ صرف اس پر افسوس ہو بلکہ اپنی حماقت پر غصہ بھی آ رہا ہو۔

دونوں مرد ہنسنے لگے... اور جولیا اسے ایک طرف دھکیلتی ہوئی آگے بڑھ گئی دونوں مرد بھی آگے بڑھے۔ مگر بیرا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں جناب! آپ یہیں انتظار کریں گے۔!"

"الگ ہٹو...!"

دونوں نے دونوں طرف سے اُسے گھونسے رسید کئے اور وہ خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

"اسے یہیں روکے رکھئے۔!" جولیا نے پلٹ کر ان دونوں سے کہا اور اندر چلی گئی۔ وہ اس احمق بیرے کو ڈرائنگ روم میں کھینچ لائے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ "تم دروازے بند کر دو۔!"

بیرا چپ چاپ کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ دوسری طرف جولیا بڑی تیزی سے اندر پہنچی اور عمارت کے عقبی دروازے سے باہر نکل گئی۔

باہر گہری تاریکی تھی... اور کمپاؤنڈ سائیں سائیں کر رہی تھی۔

اس وقت اسے اندھیرے میں چاروں طرف ایکس ٹو کا جلوہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کیوں

نہ آج ایکس ٹو کا دیدار ہی کر لیا جائے۔ پھر وہ اس احمق بیرے کے متعلق سوچنے لگی۔ بڑا خوبصورت اور پیارا سا جوان تھا۔ یقیناً وہ بیرا نہ رہا ہوگا۔ حالانکہ اس کے چہرے پر حماقت برس رہی تھی مگر پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ ایسا آدمی جو بیرا بننا کبھی پسند نہیں کر سکتا۔

کیا وہی ایکس ٹو تھا...؟ مگر یہ خیال جولیا کو فضول معلوم ہوا۔ وہ ایکس ٹو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کے ذہن میں ایکس ٹو کا تصور بڑا بھیانک تھا۔ وہ سوچنے لگی اس وقت ایکس ٹو یقینی طور پر یہاں موجود ہے۔ وہ عمارت کی پشت سے پھر پائیں باغ میں آ گئی۔ پورچ کی روشنی گل ہو چکی تھی اور اب کوئی کھڑکی بھی روشن نہیں نظر آ رہی تھی۔

جولیا کرانا کی باڑھ کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ اس کا فاصلہ عمارت سے زیادہ دور نہیں تھا اور وہ پورچ والی روشنی کے قریب تھی۔

اچانک اسے دو چیخیں سنائی دیں اور سو فیصدی انہیں دونوں کی تھیں جو اس کے ساتھ یہاں تک آئے تھے۔ پھر اس طرح سناٹا چھا گیا جیسے چیخنے والوں کا گلا گھونٹ دیا گیا ہو۔

سردی بہت شدید تھی۔ جولیا کے دانت بج رہے تھے۔ لیکن وہ وہاں سے نہیں ہٹی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے زمین نے اس کے پیر پکڑ لئے ہوں۔ اسی حالت میں ایک گھنٹہ گزر گیا۔ پھر شائد کوئی دروازہ کڑکڑا کر کھلا اور کچھ اس قسم کی آوازیں آنے لگیں جیسے دو آدمی آپس میں جوتم پیزار کر رہے ہوں۔ وہ ایک دوسرے کو گالیاں بھی دے رہے تھے۔

پورچ سے نکل کر وہ روش پر آ گئے... یہاں تک تو وہ الگ الگ آئے تھے لیکن اچانک ان میں سے ایک نے پھر دوسرے کو گالی دی... اور وہ پھر لپٹ پڑے۔ دونوں میں زور ہونے لگا۔

ان کی باتیں بے سر وپا تھیں۔ گالیاں بے تکی جو کچھ بھی منہ میں آ رہا تھا بک رہے تھے۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ یا تو نشے میں ہوں یا پھر پاگل ہو گئے ہوں۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ ان کی شکلیں تو نہ دیکھ سکی۔ لیکن انہیں پہچان لینے میں دشواری پیش نہ آئی کیونکہ وہ اپنی آوازوں سے پہچانے جا سکتے تھے۔ یہ وہی دونوں تھے ان میں سے ایک خود کو چھڑا کر پھاٹک کی طرف بھاگا... اور دوسرا قہقہے لگاتا تالیاں بجاتا ہوا اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔

جولیا کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اتنی تیزی سے کہ جولیا ڈرنے لگی کہ کہیں ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔

وہ دونوں پھاٹک سے نکل کر سڑک پر غائب ہو چکے تھے۔ جولیا کچھ خائف ہو گئی تھی کہ ایکسٹو کے دیکھنے کا شوق ذہنی ہیجان کے بھنور میں ڈوب گیا۔

وہ بھی بے تحاشا دوڑتی ہوئی پھاٹک کے باہر آ گئی۔ سڑک پر پہنچ کر وہ کافی دور تک پیدل ہی چلتی رہی در اصل اُسے یہ یاد ہی نہیں تھا کہ یہاں سے اس کی قیام گاہ بہت ہی دور ہے۔ سڑک پر ایک جگہ اسے اتنا مجمع نظر آیا کہ ٹریفک قریب قریب رک گئی تھی۔ شور و غل کی آوازیں فضا میں انتشار برپا کر رہی تھیں۔

جولیا ابھی اس بھیڑ سے دور ہی تھی کہ یکایک مجمع پھٹا اور تین چار کانسٹیبلوں کی سرخ ٹوپیاں دکھائی دیں۔ وہ آدمیوں کو دھکے دے دے کر آگے بڑھا رہے تھے۔

یہ دونوں آدمی... جولیا نے انہیں پہچان لیا۔ یہ وہی تھے جنہیں وہ دانش منزل میں پُر اسرار ایکس ٹو کے حوالے کر آئی تھی۔ ان کے لباس تار تار ہو کر جسموں سے جھول رہے تھے اور چہروں پر خون کی لکیریں بہہ رہی تھیں۔ آنکھوں سے وحشت برس رہی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ گونگے بہرے اور اندھے ہوں۔

"ہپ... ہپ... پیہہ... پیہہ پی...!" ایک نے ہانک لگائی اور دوسرا کتے کی طرح بھونکنے لگا دونوں کی گردنیں دبوچ کر انہیں پھر دھکا دیا گیا۔ دو کانسٹیبلوں نے پیچھے مڑ کر اپنے ڈنڈے گھمائے اور ان میں سے ایک چیخا۔ "پیچھے... ہٹو... جاؤ... کوئی پیچھے نہیں آئے گا۔!"

لیکن اس کے باوجود بھی مجمع کانسٹیبلوں کے پیچھے چلتا رہا۔ سب سے آگے وہ دونوں دھکے کھا رہے تھے۔

جولیا اس وقت تک وہیں کھڑی رہی۔ جب تک مجمع دوسرے موڑ پر نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ جولیا کے پیر بُری طرح کانپ رہے تھے اور وہ محسوس کر رہی تھی۔ جیسے وہ ایک قدم بھی آگے نہ چل سکے گی۔ اب یہاں روشنی میں بھی اسے چاروں طرف ایکس ٹو کے بھوت نظر آنے لگے تھے۔

اس نے ایک ٹیکسی رکوائی اور پچھلی سیٹ پر ایک لاش کی طرح ڈھیر ہو گئی۔

وہاں سے وہ سیدھی خاور کے مکان پر پہنچی۔ اسے خاور کو پیش آئے ہوئے حادثات کا علم نہیں

تھا۔ اس کی طرف رخ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ خاور اپنا زیادہ تر وقت گھر ہی پر گزارتا تھا۔ دوسروں کے متعلق یقینی طور پر یہ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ وہ لوگ اپنی قیام گاہوں پر ہی مل جائیں گے۔!

خاور نے جولیا نافٹنر واٹر کو حیرت سے دیکھا۔ کیونکہ اس نے آج تک اُسے اس حال میں نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بال پریشان تھے۔ غازہ اڑا اڑا سا تھا... لپ اسٹک ہونٹوں کی حدود سے باہر نکل گئی تھی۔ شاید اس نے بے خیالی میں اپنے ہونٹ مسلے تھے۔

"خیریت...!" خاور اٹھتا ہوا بولا۔

"ہاں... آں... بیٹھو... بیٹھو... سب سے پہلے مجھے پانی چاہئے۔ میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔!"

پانی آیا اور وہ ایک ہی سانس میں پورا گلاس چڑھا گئی۔ حالانکہ وہ دسمبر کے اواخر کا پانی تھا۔ برفاب۔

پھر وہ تقریباً دس منٹ تک آنکھیں بند کئے آرام کرسی میں پڑی رہی۔ دفعتاً خاور نے کہا۔

"مجھے الجھن ہو رہی ہے... بتاؤ کیا بات ہے۔ کیا تم آئینہ دیکھنا پسند کرو گی۔!"

"آہا... ضرور...!" جولیا نے اپنے پرس سے چھوٹا سا آئینہ نکالا اور پھر بے تحاشہ ہنسنے لگی۔

"نہیں بتاؤ گی تم...!" خاور نے پھر کہا۔

"پہلے تم بتاؤ گے کہ چہرے پر ورم کیوں ہے۔!" جولیا نے پوچھا۔

"میں نے مار کھائی تھی۔!" خاور جھنجھلا کر بولا۔

"اور میں نے مار کھلوائی تھی۔!" جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں اب نہیں پوچھوں گا۔!" خاور نے کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

جولیا کچھ دیر تک اس کے کارٹونی چہرے کا مضحکہ اڑاتی رہی۔ پھر اپنی داستان دہرانے لگی۔

خاور بڑے غور سے سن رہا تھا۔

"میرے خدا...!" اس نے لمبی سانس لے کر کہا۔ "ایکس ٹو نے میرا انتقام لے لیا۔!"

"کیوں...؟ تمہارا انتقام میں نہیں سمجھی...!"

"اپنی داستان ایسی نہیں ہے جسے ہنس ہنس کر بیان کیا جائے۔!" خاور نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور اپنی پیشانی ٹٹولنے لگا جو ورم کی وجہ سے کئی ناہموار حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اُسے بھی اپنی داستان دہرانی ہی پڑی۔

"مگر تم جھاڑیوں میں کیسے پہنچے تھے۔!" جولیا نے پوچھا۔

"ایکس ٹو کا معجزہ... اس کے علاوہ اور کیا کہوں۔ اس نے ابھی کچھ دیر پہلے مجھے فون کیا تھا وہ تین آدمی تو فرار ہی ہوگئے تھے۔ تنویر کو پوری فیکٹری میں صرف میں ہی ملا تھا اور وہ بھی بے ہوشی کے عالم میں میری موٹر سائیکل بھی وہیں بھجوادی تھی۔ جسے میں گرانڈ ہوٹل پر چھوڑ آیا تھا۔ مگر تمہارا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔ آخر وہ دونوں آپس میں کیوں لڑ مرے تھے۔ میں سچ کہتی ہوں بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے انہیں اپنے سر پیر کا ہوش ہی نہ ہو۔!"

"تب تو حقیقتاً یہ کہنا ہی پڑے گا کہ ایکس ٹو کوئی آدمی نہیں بلکہ بھوت ہے۔ مگر تم تھوڑی ہمت کر کے اسے آج دیکھ سکتی تھیں۔"

"نہیں میرا خیال ہے کہ میری جگہ جو بھی ہوتا ہمت ہار دیتا۔" جولیا نے بڑی خود اعتمادی کے ساتھ کہا۔

"خیر... ہاں...!" خاور کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو... اوہ... آپ ہیں۔ جی ہاں... مس جولیا یہیں ہیں... خدا کی قسم... آپ ہمیں وقت حیرت میں ڈالے رہتے ہیں۔!"

خاور نے خاموش ہو کر ریسیور جولیا کو دے دیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ دوسری طرف سے بولنے والا کون ہو سکتا ہے۔

"یس سر...!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کہو کیسی ہو...!" دوسری طرف سے ایک ہلکے سے قہقہے کے ساتھ پوچھا گیا۔

"ٹھیک ہوں... جناب...!"

"تم شاید ڈر گئی ہو۔!"

جولیا جھینپی ہوئی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "جی ہاں حالات ہی ایسے تھے۔ اُن دونوں کو جانے کیا ہو گیا تھا۔!"

"اوہ... وہ...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ایکس ٹو نے ان لوگوں کے خلاف سائنٹفک جنگ شروع کر دی ہے۔ یہ ایکس ٹو کی ایک تازہ ترین ایجاد پاگل کر دینے والے انجکشن کا اثر تھا۔ جو دو ماہ سے پہلے نہیں زائل ہو سکتا ہے یعنی سردی کے موسم میں پاگل ہی رہیں گے

گرمی شروع ہونے پر حالت سدھر جائے گی۔ تم پوچھو گی میں نے ایسا کیوں کیا؟ وہ بھی بتائے دے رہا ہوں تاکہ تم لوگ بھی محتاط رہو۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ معاملات اس اسٹیج میں پولیس کے علم میں آئیں۔ اس سے کھیل بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ مجھے جو کچھ بھی معلوم کرنا تھا ان لوگوں سے معلوم کر کے انہیں خلل دماغی میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ کسی کو بتا ہی نہ سکیں۔ اس کے علاوہ دوسری صورت یہ ہوتی کہ انہیں پولیس کے حوالے کر دیا جاتا۔ مگر میں ابھی نہیں چاہتا غالباً اب سمجھ گئی ہو گی۔!"

"جی ہاں سمجھ گئی۔!"

"بس اب آرام کرو...!" ایکس ٹو نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیکن جولیا کافی دیر تک ریسیور کان ہی سے لگائے رہی۔ اس کے جسم سے ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا تھا۔ ایکسٹو وہ سوچ رہی تھی کتنا خطرناک آدمی ہے۔!

دسمبر کی آخری تاریخوں کی ایک سرد رات تھی۔ تاروں کا غبار بیکراں نیلگوں وسعتوں میں بکھرا ہوا تھا۔ دفعتاً مغربی افق سے سرخ رنگ کے چمکدار بادل کا ایک ٹکڑا نظر آیا۔ وہ بڑی تیزی سے پرواز کر رہا تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کا حجم بھی کم ہوتا جا رہا تھا۔ شہر کے وسط میں پہنچتے پہنچتے وہ صرف ایک ننھا سا نقطہ رہ گیا... سرخ اور چمک دار نقطہ جس سے شعاعیں سی نکلتی معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ خلا میں ایک جگہ تھم گیا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی ستارہ دہکتے ہوئے انگارے میں تبدیل ہو گیا ہو۔ پھر اچانک وہ بڑی تیزی سے حرکت کرنے لگا... اور اس بار کی حرکتیں سرخ رنگ کی چمکدار لکیروں میں تبدیل ہوئی جا رہی تھیں مگر... وہ لکیریں۔

لوگ چلتے چلتے رک گئے۔ ہر جگہ آدمیوں کے جم غفیر نظر آنے لگے۔ ٹریفک بند ہو گیا۔ وہ لکیریں نہیں تھیں... بلکہ ایک تحریر تھی۔

"وکٹوریا اسٹریٹ کے لوگو... تم پر تباہی آ رہی ہے۔ صرف ایک گھنٹہ بعد قیامت سے تمہارا سامنا ہو گا۔ بھاگو...!"

چمکدار نقطہ اس تحریر سے بالکل الگ تھا اور ایک جگہ پر جم سا گیا تھا۔ شہر میں بھگدڑ مچ گئی۔ ملٹری ہیڈ کوارٹر کی سرچ لائٹیں اندھیرے کا سینہ چیرنے لگیں۔ روشنی کی بے شمار آڑی

ترچھی لکیریں زمین سے آسمان تک نظر آنے لگیں۔

مختلف اسٹیشنوں کے ٹرانس میٹر چیخ رہے تھے۔

"کچھ پتہ نہیں چلتا...وہ بہت بلندی پر ہے۔ سرچ لائٹ کی دسترس سے بہت دور۔!"

تقریباً ایک درجن جٹ طیارے شہر پر چنگھاڑنے لگے۔ آسمان پر سرخ تحریر آہستہ آہستہ اپنا حجم بڑھاتی جارہی تھی۔ لیکن وہ چمکدار نقطہ غائب ہوچکا تھا۔ سرچ لائٹ کے آڑے ترچھے منارے اب بھی زمین و آسمان ایک کررہے تھے۔ طیارے گرج رہے تھے۔ ٹرانس میٹروں پر پل پل کی خبریں نشر ہورہی تھیں۔

لیکن سب بے سود...اس تحریر کا عقدہ نہ کھل سکا۔ اب وہ تحریر نہیں رہ گئی تھی۔ اس کا حجم بڑھتے بڑھتے سرخ رنگ کے بادلوں میں تبدیل ہوگیا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں سڑکیں ویران ہوگئیں وکٹوریا اسٹریٹ کی تو حالت ہی عجیب تھی۔ لوگ بے تحاشہ گھروں سے نکل کر شہر کے دوسرے حصوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہیں اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ مگر یہ بڑے آدمیوں کے سایہ عاطفت میں رہنے والے چھوٹے لوگ تھے۔

وکٹوریہ اسٹریٹ میں دراصل زیادہ تر بڑے بڑے تاجر اور کارخانوں کے مالک آباد تھے۔ اس طبقے کے لوگ عموماً ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کو دوسروں کی چھینکیں اور ڈکاریں مستقبل سے مایوس کردیتی ہوں۔ ان کی بدحواسی کا کیا پوچھنا۔ جو ذرا ذرا سی بات پر "شگون" اور "ساعت" کے چکر میں پڑجاتے ہوں۔ ان کیلئے یہ کھلا ہوا آسمانی اعلان قرب قیامت ہی کی دلیل تھا۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہی سرخ نقطہ پھر آسمان میں دکھائی دیا۔ ابھی وکٹوریہ اسٹریٹ میں افراتفری ہی مچی ہوئی تھی وہ نقطہ وکٹوریہ اسٹریٹ پر مسلط ہوگیا اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اس میں سے ایک دوسرا نقطہ نکل کر نیچے کی طرف آرہا ہو۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔ اتنی تیز کہ اس پر نظر کا ٹھہرنا محال معلوم ہورہا تھا۔ لیکن اب وہ کوئی ننھا سا نقطہ نہیں تھا بلکہ سرخ رنگ کا ایک بڑا سا غبارا معلوم ہونے لگا تھا۔

اچانک وہ ایک چار منزلہ عمارت کی چھت سے ٹکرا کر پھٹ گیا وہ عمارت کثیف اور بدبودار دھوئیں میں چھپ گئی۔ پھر یہ دھواں پھیلنے لگا۔ پھیلاؤ کے ساتھ ہی ساتھ اس میں کثافت بھی

بڑھتی جارہی تھی۔ وہ اتنا گہرا ہوگیا تھا کہ اس کی لپیٹ میں آئے ہوئے دو آدمی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ خواہ ان کا درمیانی فاصلہ ایک گز سے کم رہا ہو۔

لوگ شہد کی مکھیوں کی طرح اپنی قیام گاہوں سے نکل کر اُدھر اُدھر منتشر ہونے لگے۔ شور کا یہ عالم تھا جیسے سچ مچ صور اسرافیل پھونک دیا گیا ہو۔ بہر حال وہ قیامت ہی کا منظر تھا۔ نہ جانے کتنے دم گھٹ جانے کی وجہ سے ختم ہوگئے۔ دو لاشیں وکٹوریہ اسٹریٹ سے برآمد ہوئیں۔ یہ خبر دوسرے دن کے اخبارات میں نظر آئی۔ یہی نہیں بلکہ تقریباً پانچ کروڑ روپے اور کروڑوں کے جواہرات بھی غائب ہوگئے تھے۔

شہر کے صرف ایک حصے پر یہ مصیبت نازل ہوئی تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے پورا شہر ویران ہوجائے گا۔ لوگ بُری طرح بھاگ رہے تھے اندیشہ تھا کہ مضافات کی آبادی کے لئے یہ لوگ قیامت بن جائیں گے۔

شہر ملٹری کی نگرانی میں دے دیا گیا تھا... اور چاروں طرف فوجی دستے گشت کررہے تھے جب فوجیوں نے دیکھا کہ لوگ کسی طرح رکتے ہی نہیں تو انہوں نے تشدد شروع کردیا۔ شہر کے بعض حصوں میں انہیں فائر بھی کرنے پڑے اس کا نتیجہ اچھا ہی نکلا۔ لوگ گھروں میں بند ہوکر بیٹھ گئے لیکن ان کی زبانیں بڑی تیز رفتاری سے چلتی رہیں۔ وہ حلق پھاڑ پھاڑ حکومت وقت کو گالیاں دے رہے تھے۔ ایسے لوگوں میں صرف شیخ نتھو یا میر جمن ہی نہیں تھے بلکہ پروفیسر فلاں اور ڈاکٹر فلاں جیسے لوگ بھی عام آدمیوں کی سطح پر آگئے تھے۔ اس وقت نہ انہیں "بین الاقوامی سیاست" سوجھ رہی تھی اور نہ وہ ہوٹل ہی یاد آرہے تھے جہاں بیٹھ کر وہ چائے کے ساتھ ہی ساتھ چھٹ بھیوں کو سوسائٹی کے نظم و ضبط کے متعلق لکچر بھی پلایا کرتے تھے۔

***

حالات کو اعتدال پر آنے میں تقریباً ایک ہفتہ لگ گیا۔ اس کے بعد شہر میں پھر سکون ہوگیا۔ لیکن ملٹری کا ہیڈ کوارٹر اور محکمہ سراغ رسانی بدستور انتشار میں مبتلا رہا۔ یہ دونوں ہی اسے کوئی آسمانی بلا سمجھنے پر تیار نہیں تھے۔

کیپٹن فیاض کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی... پریشانی کی بات بھی تھی۔ محکمہ سراغ رسانی ہوتا کس لئے ہے کہ ڈھکی چھپی سازشوں کو بے نقاب کرتا رہے بلکہ سازشیوں کو اس بات کا موقع

ہی نہ دے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔ فیاض پر حکام بالا کی اتنی بوچھاڑیں پڑی تھیں کہ اس کی عقل ٹھکانے آ گئی تھی۔

عقل ٹھکانے آنے کا یہ مطلب تھا کہ اب اسے ایک بے عقل کو تلاش کرنا چاہئے۔ لہٰذا اُسے شہر کے سب سے بڑے بے عقل کو تلاش کرنے کی فکر ہوئی۔ وہ تو ویسے بھی اسے کئی دنوں سے تلاش کر رہا تھا۔ مگر جب ادھر حکام بالا کی جھڑکیاں حد سے تجاوز کرنے لگیں تو اسے ہر قیمت پر اسے ڈھونڈ نکالنا تھا۔ اس نے تقریباً ڈیڑھ درجن سادہ لباس والوں کو عمران کا سراغ لگانے پر مامور کر دیا۔

آخر اسے ایک دن اطلاع ملی کہ عمران دلیری کے شراب خانے میں بیٹھا ہوا شرابیوں کو اخلاقیات کا درس دے رہا ہے۔

فیاض جھپٹا ہوا وہاں پہنچا اور اس وقت پہنچا جب عمران اور دلیری میں ٹھن گئی تھی۔ دلیری ایک عیسائی عورت تھی عمر پچاس سال کے لگ بھگ رہی ہو گی۔ رنگت سیاہ تھی اور جسم بھاری بھر کم تھا۔ پاٹ دار آواز رکھتی تھی۔ یہ شراب خانہ اسی کا تھا اور کاؤنٹر پر وہ خود رہا کرتی تھی۔ اس کی وجہ اس کی کنجوسی بیان کی جاتی تھی۔ مشہور تھا کہ وہ شراب خانے کی آمدنی سے اپنی ذات پر اتنے ہی روپے خرچ کرتی ہے جتنی ایک بار مین کی تنخواہ ہو سکتی ہے۔

فیاض کو حیرت تھی کہ عمران اس سے کیوں الجھ پڑا ہے۔ وہ چپ چاپ الگ گوشے میں جا بیٹھا۔

عمران بالکل عورتوں کی طرح ہاتھ نچا نچا کر اس سے تو تو میں میں کر رہا تھا اور کمرے میں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگ بے تحاشا ہنس رہے تھے حتیٰ کہ ویٹر بھی اپنا کام چھوڑ کر ایک گوشے میں کھڑا قہقہے لگا رہا تھا۔

اس لڑائی کا سر پیر فیاض کی سمجھ میں نہ آ سکا۔ البتہ دلیری بار بار پولیس کو بلا لینے کی دھمکی دے رہی تھی۔

فیاض نے سوچا یوں کام نہ چلے گا پتہ نہیں یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے۔ لہٰذا وہ اٹھ کر سیدھا کاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔ عمران نے اسے دیکھا لیکن اس طرح نظر انداز کر دیا جیسے وہ اسے پہچانتا ہی نہ ہو۔

"کیا بات ہے...؟" فیاض نے دلیری سے پوچھا۔

"کیا بات ہے۔!" دلیری دھاڑی۔ "یہ سالا ہمارا گاہک کو خراب کرتا ہے۔!"

"کیا خراب کرتا ہے۔!"

"بولتا ہے ادھر شراب میں پانی ملایا جاتا ہے۔!"

"نہیں ملایا جاتا...!" عمران دانت پیس کر بولا۔

"تیرے باپ سے مطلب...!" دلیری کلکلائی۔

"میرے دادا سے بھی مطلب ہے۔!" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"تم بھولے بھالے آدمیوں کو دھوکا دیتی ہو۔!"

"پولیس... پولیس...!" دلیری اپنا سر پیٹ کر چیخی۔

"باہر سے بھی کئی آدمی اندر آ گئے تھے۔ عمران بار بار فیاض کو گھورے جا رہا تھا۔ غالباً اس کا یہ مطلب تھا کہ فیاض وہاں سے چلا جائے۔ مگر فیاض اسے ساتھ لئے بغیر واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔ اچانک عمران بڑبڑاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔

فیاض نے دلیری سے کہا۔ "میں اسے سمجھاؤں گا۔!"

اور پھر وہ عمران کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ عمران ایک گلی میں مڑ گیا۔ مگر فیاض کب پیچھا چھوڑنے والا تھا۔ وہ بھی گلی میں گھس گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد عمران پلٹا۔ وہ خوں خوار نظروں سے فیاض کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیوں کیا ہے... تم یہاں کیوں آئے تھے۔!"

"تم سے ملنے کے لئے پیارے۔!" فیاض آگے بڑھ کر اس کے بازو پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"کیوں...؟"

"کیا اب بھی بتانے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ اب تمہاری مدد کے بغیر میرا بیڑا غرق ہو جائے گا۔!"

اچانک عمران کی پیشانی کی سلوٹیں غائب ہو گئیں۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"میں خود ہی سوچ رہا تھا کہ تم سے ملوں...!" اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"کوئی خاص بات۔!" فیاض چہک کر بولا۔ "اگر میرے لائق کوئی کام ہو تو ضرور بتاؤ۔!"

"آؤ اطمینان سے باتیں ہوں گی۔!" عمران آگے بڑھتا ہوا بولا۔ دوسری سڑک پر پہنچ کر اس نے ایک ٹیکسی کر کے ڈرائیور کو اپنے فلیٹ کا پتہ بتایا راستے بھر وہ خاموش رہے۔ فیاض سوچتا رہا کہ ضرور عمران کسی چکر میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے ہی سے اس معاملے میں اپنی ٹانگ اڑا

چکا ہو۔ فلیٹ میں پہنچ کر عمران نے بڑی احتیاط سے دروازہ بند کیا۔

"ہاں اب کہو...!" وہ ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"فیاض بیٹھ گیا..." اس نے جیب سے رومال نکال کر اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا۔" تمہیں حالات کا علم نہیں ہے۔!"

"آسمانی تحریر...!" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے کہ اس سے بڑا واقعہ ان دنوں اور کوئی نہیں ہوا...!"

"تمہارا کیا خیال ہے۔!"

"میرا خیال...!" فیاض ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اس شعبدے سہارا لے کر کسی گروہ نے وکٹوریا اسٹریٹ میں لوٹ مار کی ہے۔!"

"تم اس تحریر کو شعبدہ سمجھتے ہو۔!"

"پھر اور کیا سمجھوں...!"

"شعبدہ نام ہے ہاتھ کی صفائی کا... غالباً اتنا تم بھی جانتے ہو گے۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا

"میں جانتا ہوں...!"

"کیا وہ ہاتھ کی صفائی تھی۔ میرا مطلب ہے وہ تحریر... اور وہ حرکت کرتا ہوا سرخ ت جس کی مخصوص قسم کی جنبشوں کے ذریعہ وہ تحریر عالم وجود میں آئی تھی۔ مگر خیر ا چھوڑو... تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔!"

"مدد... میری مدد کرو... محکمے کی سخت بدنامی ہو رہی ہے۔ اس کا اثر تمہارے والد کی نا نامی پر بھی پڑ سکتا ہے۔!"

"ان کی بدنامی کے لئے میں ہی کیا کم ہوں۔!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"اس تحریر کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے۔!"

"عذاب الٰہی...!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "قرب قیامت کی ایک نشانی... جب لو اپنی بیویوں کو آزاد کر کے دوسروں کی بیویوں پر ڈورے ڈالنے لگتے ہیں تو یہی سب کچھ ہے۔ کیا تم آج کل لیفٹیننٹ یاور کی بیوی کے چکر میں نہیں ہو۔!"

"عمران سنجیدگی... مذاق پھر ہوتا رہے گا۔!"

"میں بالکل سنجیدہ ہوں... مگر اسے بھی چھوڑو... تم چاہتے ہو کہ اس تحریر کے متعلق کچھ معلوم کرو۔!"

فیاض صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

"معلوم ہو جائے گا... لیکن تمہیں بھی میرا ایک کام کرنا پڑے گا۔!"

"بتاؤ بھی تو...!" فیاض نے آہستہ سے نرم لہجے میں کہا۔ ویسے اس کا دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ عمران کو مرغا بنا کر کم از کم ایک من کا وزن اس کی کمر پر رکھ دے۔

"مجھے ایک آدمی کی قبر کھودنے کا اجازت نامہ لادو...!"

"کیا مطلب! یار کیوں بور کرتے ہو۔ آج کل میں کسی مذاق سے محظوظ ہونے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھا ہوں۔!"

"میں مذاق نہیں کر رہا... قطعی سنجیدہ ہوں۔!"

"کس کی قبر کھودنا چاہتے ہو۔!"

"ڈاکٹر اسٹپلر کی...!"

"کون ڈاکٹر اسٹپلر...!"

"یونیورسٹی کے شعبہ سائنس کا صدر جو دو ماہ گزرے قلب کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے مر گیا تھا۔!"

"تو اس کی قبر...!" فیاض پلکیں جھپکانے لگا۔

"ہاں وہ قبر ہی میں دفن کیا گیا تھا۔ تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے۔!"

"مجھے بتاؤ کہ تم اس کی قبر کیوں کھودنا چاہتے ہو۔!"

"اس کی لاش پر ماتم کروں گا۔!"

"عمران تم پھر بہکنے لگے۔!"

"یار فیاض میرا وقت برباد نہ کرو... یہ کام کر سکتے ہو تو کر دو... ورنہ قبر تو کھودی ہی جائے گی... اجازت نہ ملی تب بھی۔!"

"کیا بک رہے ہو تم... جانتے ہو اس کی کیا سزا ہوگی۔!"

"عمران کو سزا دینے والا ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اگر کبھی پیدا بھی ہوا تو اسے یتیم خانے میں

داخل کر کے اس کا کیریئر چوپٹ کرادیا جائے گا۔ تم مطمئن رہو۔!"

فیاض کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا۔ "اجازت نامہ آسانی سے تو نہیں ملے گا۔ ہمیں اس کے لئے کوئی معقول جواز پیش کرنا پڑے گا۔!"

"یہ کام حقیقتاً بہت مشکل ہے۔!" عمران بڑبڑایا اس کے چہرے پر بھی تفکر کے آثار تھے۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر فیاض نے کہا۔

"تم دلیری کے شراب خانے میں کیا کر رہے تھے۔!"

"آہا۔۔! وہ۔۔۔!" عمران احمقوں کی طرح ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "تم جانتے ہو کہ میں آج کل بے روزگار ہوں۔ خرچ اسی طرح چلتا ہے۔ اب کچھ دنوں کے بعد وہ مستقل طور پر مجھے ایک معقول رقم دینے لگے گی۔!"

"تم کیوں۔۔۔ اپنی زندگی برباد کر رہے ہو۔۔۔ اگر اس نے قریبی تھانے میں شکایت کر دی تو بڑی ذلت ہو گی تمہاری۔!"

"اچھا اب تم یہاں سے کھسک جاؤ۔۔۔ جس دن مجھے نصیحتوں کی ضرورت محسوس ہوئی شادی کرلوں گا۔!"

"ڈاکٹر اسٹپلر کی قبر تم کیوں کھودنا چاہتے ہو۔"

"وقت برباد نہ کرو۔۔۔ آج رات اس کی قبر کھود ڈالی جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہاں موجود رہو۔!"

"میں یہ نہیں کہتا کہ تم وہاں دوست ہی کی حیثیت سے آنا! بحیثیت دشمن بھی آ سکتے ہو۔ ہتھ کڑیاں لے کر آنا۔ کیونکہ وہ ایک غیر قانونی حرکت ہو گی۔!"

"کیا تم اس معاملے میں سنجیدہ ہو۔!"

"قطعی۔۔۔ بس آج رات کو دیکھ لینا۔ قبر کھود ڈالی جائے گی۔!"

"اور اس کے ذمہ دار تم ہو گے۔!"

"نہیں ذمہ دار تو تم ہی ہو گے۔!" عمران بولا۔ "اگر تم ہی اس کی قبر کھودتے تو فائدہ براہ راست تمہیں ہوتا۔ اب کوئی دوسرا ہی فائدہ اٹھانے والا ہے۔!"

"میں سمجھا۔۔۔!" فیاض نے سر ہلا کر کہا۔ "تمہیں اطلاع ملی ہے کہ آج کوئی ڈاکٹر اسٹپلر کی

قبر کھود ڈالے گا۔!"

"سمجھ گئے نا۔۔۔!" عمران نے قہقہہ لگایا۔ "میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ تم سمجھ جاؤ گے۔ آخر محکمہ سراغرسانی کے آفیسر ہو۔۔۔!"

"کون ہے۔۔۔ وہ۔۔۔!"

"یہ مجھے نہیں معلوم۔۔۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اطلاع ملی ہے۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ عیسائیوں کے قبرستان کی نگرانی کی جائے۔!"

"ضرور۔۔۔ قطعی یہ بہت ضروری ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ تم ان لوگوں کو پکڑ نہیں سکو گے۔!"

"کیا تم ہمارے ساتھ نہیں ہو گے۔!"

"اگر تم استدعا کرو۔۔۔ تو یہ ممکن بھی ہے۔!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"میں استدعا کرتا ہوں۔!" فیاض ہنسنے لگا۔

سرِ شام ہی سادہ لباس والے عیسائیوں کے قبرستان کے گرد منڈلانے لگے۔ فیاض اور عمران قبرستان کے اندر چہل قدمی کر رہے تھے۔ یہاں ساری قبریں پختہ تھیں اور کچھ نئی قبریں ابھی زیر تعمیر تھیں جن پر اس وقت کام نہیں ہو رہا تھا۔

فیاض چاروں طرف قبروں کے کتبے پڑھتا پھر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عمران سے کہا۔ "یہاں۔۔۔ ڈاکٹر اسٹپلر کی قبر تو نہیں ہے۔!"

"کیوں۔۔۔ تم نے یہ کیسے معلوم کر لیا۔!"

"کسی قبر پر بھی اس کا نام دکھائی نہیں دیتا۔!"

"تم بھی رہے وہی گھونگے۔۔۔ ابھی نام کہاں سے لگ جائے گا وہ تو ابھی زیر تعمیر ہے۔ بڑا شاندار مقبرہ بنے گا اس کا بڑا اونچا سائنسدان تھا۔!"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کی قبر کون سی ہے۔ یہاں تو کئی زیر تعمیر ہیں۔!"

"وہ چونکہ بہت بڑا آدمی تھا۔ اس لئے اس کی قبر سب سے الگ تھلگ بن رہی ہے۔ وہاں روسے کی جھاڑیوں کے درمیان۔۔۔ وہ ادھر دیکھو۔۔۔!"

سامنے دور تک روسے کی اونچی اونچی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔۔۔ اور ان کے اوپر ایک جگہ

کسی نامکمل عمارت کے آثار نظر آرہے تھے۔ فیاض بڑی تیزی سے اس طرف بڑھا۔ عمران کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک لہرانے لگی۔ لیکن اس کے ہونٹ بند ہی رہے۔ وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔

تقریباً پانچ منٹ بعد فیاض واپس آگیا۔

"دیکھو مائی ڈیئر سوپر فیاض...!" عمران نے کہا۔ "اب اپنے آدمیوں کو چھپانے کی کوشش کرو۔ اگر قبر کھودنے والوں میں سے ایک بھی ہمارے ہاتھ آگیا تو کام بن جائے گا۔!"

"کہاں چھپاؤں... تم ہی بتاؤ۔ بلکہ جو تمہارا دل چاہے کرو۔ میں تمہیں پورا پورا اختیار دیتا ہوں۔!" فیاض بولا۔

عمران نے پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر فیاض کے ساتھیوں کو اکٹھا کرلیا۔ اب اچھی طرح اندھیرا پھیل گیا تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں قبرستان پر مسلط ہوتی جارہی تھی۔ سردی آج بھی بہت شدید تھی۔

عمران انہیں مخالف سمت کی جھاڑیوں میں لے گیا... فیاض بھی ساتھ تھا۔

"سامنے والی جھاڑیوں پر نظر رکھنا۔" عمران کہہ رہا تھا۔ "ظاہر ہے کہ وہ اندھیرے میں تو کام کریں گے نہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک بھی نکل کر نہ جانے پائے۔ اس کے لئے یہی طریقہ بہتر ہوگا کہ ہم موقع پر ان جھاڑیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔!" وہ سب اس کی اس تجویز پر متفق ہوگئے۔ تقریباً دس بجے انہیں آہٹیں سنائی دیں اور سامنے والی جھاڑیوں میں مدھم سی روشنی نظر آئی۔

فیاض نے بڑی گرمجوشی سے عمران کا شانہ دبایا اور اس کی پیٹھ تھپکتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"تمہارا خیال غلط نہیں ہوتا۔!"

"اب اپنے آدمیوں سے کہو۔!" عمران نے کہا۔ "سینے کے بل زمین پر رینگتے ہوئے باہر نکلیں اور ان جھاڑیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور پھر اس وقت تک خاموش رہیں جب تک وہ لوگ اپنا کام مکمل نہ کرلیں۔ ہمیں یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ وہ قبر کیوں کھودنا چاہتے ہیں؟ کیوں کیا خیال ہے؟"

"ٹھیک ہے...؟" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور اپنے ساتھیوں کو ہدایت دینے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ان جھاڑیوں میں عمران اور فیاض کے علاوہ اور کوئی نہ رہ گیا۔ سامنے والی جھاڑیوں میں اب بھی روشنی نظر آرہی تھی۔!"

فیاض بڑبڑانے لگا۔ "تم مجھے کبھی پوری بات نہیں بتاتے اور اس لئے بعض اوقات مجھے بڑی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔!"

"پوچھو میری جان کیا پوچھنا ہے۔!"

"یہ قبر کیوں کھودی جارہی ہے۔!"

"ڈاکٹر اسٹپلر کے متعلق تم کیا جانتے ہو۔!" عمران نے سوال کیا۔

"وہ ایک بڑا سائنس دان تھا۔!"

"بس اتنا ہی... یا کچھ اور بھی۔ میرا مطلب ہے تمہیں اس کی مصروفیات کا علم تھا یا نہیں۔!"

"میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"خیر... میں تمہیں بتاتا ہوں... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ وہ بھی دنیا کے انہیں معدودے چند سائنسدانوں میں سے تھا جو چاند پر جانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اسے ایک ایسا راکٹ بنانے کی فکر تھی جو سیدھا پرواز کرنے کی بجائے فضا میں دائیں بائیں اور اوپر نیچے مڑ بھی سکے۔!"

"اچھا تو پھر...!"

"آسمانی تحریر... اسے اگر تم کسی انسان ہی کا کارنامہ سمجھتے ہو تو تمہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کسی پرواز کرنے والی مشین کے ذریعہ عالم وجود میں آئی ہوگی۔!"

"ہاں میں یہی سمجھتا ہوں...!" فیاض نے کہا۔

"لیکن وہ کوئی ہوائی جہاز نہیں ہوسکتا۔!" عمران بولا۔

"کیوں...!"

"ہوائی جہاز کی پرواز جتنی اونچی بھی ہوسکتی ہے۔ اسی کی مناسبت سے ہمارے یہاں سرچ لائٹیں بھی موجود ہیں۔ لیکن کیا تمہیں یاد نہیں کہ وہ پرواز کرنے والی مشین ہماری سرچ لائٹوں کے دائرہ عمل سے باہر تھی۔ یعنی ان کی روشنی اس تک نہیں پہنچ سکی تھی۔!"

"ہاں مجھے یاد ہے۔!"

"لہٰذا وہ ہوائی جہاز نہیں ہوسکتا... لیکن راکٹ...!"

"ہاں راکٹ...!" فیاض نے ایک طویل سانس لی۔ "لیکن ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر کیوں کھودی جارہی ہے۔!"

"اماں... کیوں چاٹ رہے ہو میرا دماغ۔!" عمران جھنجھلا گیا۔ "یہ تو اب دیکھیں گے کہ قبر کیوں کھودی جارہی ہے۔ تھوڑی دیر صبر کرو... اگر مجھے معلوم ہوتا تو ضرور بتادیتا۔!"

فیاض خاموش ہوگیا۔ اسے اسی میں بہتری نظر آئی۔ معاملات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ ڈاکٹر اسٹیپلر کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ تھوڑا پڑھا لکھا آدمی بھی اس کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا۔ پچھلے سال وہ برطانیہ میں مقیم تھا... اور ان سائنس دانوں کے ساتھ کام کررہا تھا جنہوں نے چاند تک پہنچنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ پھر اچانک وہ عارضہ قلب میں مبتلا ہوکر برطانیہ سے واپس آگیا۔ اس کے بعد شائد ایک ہی ہفتہ زندہ رہ کر موت کی گود میں جاسویا تھا۔ اسے مرے ہوئے آج ٹھیک دو مہینے ہوئے تھے۔

فیاض نے اس کے متعلق اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اور یادداشت بھولے بسرے واقعات کی کڑیاں ملانے لگی تھی۔ عمران کے خیال دلانے پر وہ بھی اس آسمانی تحریر کے سلسلے میں کسی راکٹ ہی کے امکانات پر غور کرنے لگا تھا۔ مگر اس کے ذہن میں وہ سوالیہ نشان اب بھی باقی تھا۔ یعنی ان واقعات اور ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر کھودنے سے کیا تعلق ہوسکتا ہے۔ کیا اس کا کوئی راز اس کی قبر ہی میں موجود ہے؟ لیکن اس نکتے پر وہ زیادہ دیر تک غور نہ کرسکا۔ کیونکہ یہ خیال ہی مضحکہ خیز تھا۔ جاسوسی ناولوں کی سی بات۔ فلاں کی قبر کھودی گئی اور اس میں سے اس کی لاش کی بجائے بندریا بجو برآمد ہوا؟ محکمہ سراغ رسانی کے لئے لمحۂ فکریہ... اور سب سے زیادہ ذہین سراغ رساں معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا۔ یعنی وہ بندریا بجو مرنے والے کا دودھ شریک بھائی تھا جو مرنے والے کا بھیس بدل کر اللہ کو پیارا ہوگیا تھا۔ قبر میں فرشتوں نے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو رنگ و روغن غیاری کا اڑ گیا اور بندریا بجو کی شکل نکل آئی... اور فرشتے اپنے اس بلنڈر پر بہت خفیف ہوئے۔

فیاض ایسی ہی اوٹ پٹانگ باتیں سوچتا رہا۔ حقیقت یہ تھی کہ سردی اس کی برداشت سے باہر ہوئی جارہی تھی... اور وہ اپنے ذہن کو جسم سے الگ رکھنے کے لئے اوٹ پٹانگ باتیں سوچ رہا

تھا۔ اچانک عمران نے اس کا شانہ جھنجھوڑ کر کہا۔

"چلو... اب ہمیں دیر نہ کرنی چاہئے۔!"

"چلو...!" فیاض نے چونک کر کہا۔

"یوں نہیں... بلکہ اسی طرح جیسے دوسرے گئے ہیں۔!" عمران زمین پر گرتا ہوا بولا۔ فیاض نے بھی اس کی تقلید کی... اور وہ دونوں سینے کے بل آگے کی طرف کھسکنے لگے۔

وہ ان جھاڑیوں تک تین منٹ کے اندر ہی اندر پہنچ گئے۔ یہاں اب بھی مدھم سی روشنی نظر آرہی تھی وہ زمین سے چپک گئے۔ جھاڑیوں کے اندر سے برابر کھڑکھڑاہٹ کی آواز چلی آرہی تھی۔ پھر اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے دھڑا دھڑ اینٹیں گرنے لگی ہوں۔

"لینا...!" عمران نے نعرہ لگایا۔

فیاض کے ساتھی چاروں طرف سے اندر گھس پڑے۔ مگر دوسرے ہی لمحے میں ان سب کی کھوپڑیاں ہوا سے باتیں کرنے لگیں۔ زیر تعمیر قبر پر ایک پرانی سی لالٹین روشن تھی اور اس کی روشنی میں انہیں ایک کتا اچھلتا کودتا ہوا نظر آرہا تھا جس کے جسم پر چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ٹین کے ڈبے بندھے ہوئے تھے۔ اور یہ آوازیں دراصل انہیں ڈبوں کے زمین سے ٹکرانے کی بناء پر پیدا ہورہی تھیں۔ اس کے علاوہ وہاں اور کچھ بھی نہیں تھا۔

یہ کیا مصیبت ہے۔!" عمران بڑبڑایا۔

فیاض اس قبر کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی ایک اینٹ بھی کھسکی ہوئی نظر نہیں آرہی تھی۔ ان میں شائد کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

پھر ان کی توجہ اس کی طرف مبذول ہوگئی جو اب بھی پہلے ہی کی طرح اچھلے کودے جارہا تھا۔ انہوں نے اس کی گردن میں ایک رسی بندھی ہوئی دیکھی جو ایک ایسے دو شاخے تنے والے درخت کے درمیان سے گزر کر دوسری طرف نکل گئی تھی جس سے کتے کا جسم ان ڈبوں سمیت دوسری طرف نہیں نکل سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کتا اب بھی اسی جگہ موجود تھا ورنہ وہ اسی سمت نکل گیا ہوتا جدھر گلے میں پڑی ہوئی رسی کا رخ تھا۔

"چلو ادھر چلو...!" اچانک عمران نے کتے کی رسی کے ساتھ دوڑنا شروع کردیا۔ دوسروں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ رسی پر ٹارچ کی روشنی پڑ رہی تھی اور وہ سرپٹ دوڑتے چلے جارہے

تھے۔ ایک جگہ اس کا دوسرا سرا ایک درخت کے تنے سے بندھا ہوا نظر آیا... اور ساتھ ہی فیاض کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔ اس کی ٹارچ کی روشنی کا دائرہ ایک ٹوٹی پھوٹی سی قبر پر جم گیا تھا عمران بھی رک کر ادھر ہی دیکھنے لگا۔ اس کا صندوق کھلا پڑا تھا۔ شائد اسے گڑھے سے نکال کر باہر پڑا رہنے دیا گیا تھا۔

"چوٹ ہو گئی پیارے...!" عمران بڑبڑایا۔ "ہم دھوکا کھا گئے۔ اسٹیپلر کی قبر دراصل یہی تھی۔!"

پھر وہ بڑی تیزی سے لاش والے صندوق کی طرف بڑھا۔

"ہائیں... لاش بھی غائب...!" فیاض نے اسے کہتے سنا۔

حقیقتاً لاش صندوق میں نہیں تھی۔ وہ اوزار بھی قریب ہی پڑے ہوئے ملے جن کی مدد سے قبر کھودی گئی تھی۔

وہ کافی دیر تک لاش ڈھونڈتے رہے۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "تم نے مجھے دھوکے میں رکھا۔!"

"میں خود بھی دھوکے ہی میں ہوں سوپر فیاض...!"

"تم بکواس کرتے ہو...!" فیاض کا غصہ تیز ہو رہا تھا۔

"ذرا تمیز سے...!" عمران غرایا۔ "تم یہ بھول رہے ہو کہ یہاں تمہارے کچھ ماتحت بھی موجود ہیں۔!"

فیاض خاموش ہو گیا۔ بہر حال وہ وہاں سے بے نیل و مرام واپس آئے۔

فیاض نے اپنے ساتھیوں کو رخصت کر دیا اور وہ دونوں ایک کیفے میں آبیٹھے۔ فیاض کا موڈ بہت زیادہ خراب ہو گیا تھا۔

"عمران خیریت اسی میں ہے کہ حقیقت ظاہر کر دو ورنہ خسارے میں رہو گے۔!" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا... اور کہہ چکنے کے بعد بھی گھورتا رہا۔

"یار تم بڑے احسان فراموش ہو۔ اتنی دیر تمہارے ساتھ جھک مارتا رہا اور تم...!"

"میں اور کچھ نہیں سننا چاہتا... اور نہ اسی پر یقین کرنے کو تیار ہوں کہ تم اس کی قبر کے متعلق دھوکے میں تھے۔!"

"کیوں یقین کیوں نہ کرو گے۔!"

"تم نے جس قبر کی طرف اشارہ کیا تھا... اسی قبر پر انہوں نے اپنا جال کیوں پھیلایا تھا۔!"

"ہاں... اب یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ اپنی حماقت کو الزام نہ دو گے کہ اتنے آدمیوں کی بھیڑ لے کر سر شام ہی وہاں پہنچ گئے تھے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پہلے ہی سے تاڑ گئے ہوں... اور انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا ہو کہ کسی قبر کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ یار ذرا کھوپڑی استعمال کرو۔ سوپر فیاض۔!"

"تم مجھے مطمئن نہیں کر سکتے۔!"

"کوئی میں نے مطمئن کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ جہنم میں جاؤ۔!" عمران جھلا کر بولا۔

"اس سے کام نہ چلے گا۔ میں اسی وقت تمہارے ہتھ کڑیاں لگا سکتا ہوں۔!" فیاض غرایا۔

"راجہ ہو شہر کے...!" عمران بے بسی سے بولا۔

فیاض اسے بدستور گھورتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران یقیناً کوئی چال چل رہا ہے۔ مگر اس چال تک پہنچنا کم از کم فیاض کے ذہن کے بس کا روگ نہیں۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمران اسے کچھ نہ بتائے گا۔ خواہ وہ اسے پھانسی ہی پر کیوں نہ لٹکا دے۔

عمران نے بیرے کو طلب کر کے چائے کے لئے کہا اور خود اونگھنے لگا۔ پتہ نہیں فیاض کو بڑانا چاہتا تھا یا سچ مچ اسے نیند آرہی تھی۔

"فیاض ویسے ہی بھرا بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے چونک کر کہا۔

"ایک تدبیر سمجھ آرہی ہے۔ اس واقعہ کو اخبارات میں اشاعت کے لئے دے دو۔ تمہارا نام ہو گا اور کام بھی چل جائے گا۔!"

"میں سمجھ گیا۔!" فیاض غرایا۔ "اس وقت تم نے مجھے دھوکے میں رکھ کر اپنا الو سیدھا کیا ہے۔!"

"وہ تو اب بھی ٹیڑھا ہے سوپر فیاض...! ویسے اس واقعہ کی پبلسٹی سے تم کافی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ کوئی نہ کوئی تمہیں یہ ضرور بتائے گا کہ ڈاکٹر اسٹیپلر کی لاش کیوں چرائی گئی ہے۔!"

"اچھا...!" فیاض اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اس سے کیا فائدہ ہو گا۔!"

"بس اس آسانی تحریر سے اسٹیپلر کی لاش کی کڑیاں مل جائیں گی۔!"

"کس طرح وہ بھی تو بتاؤ...!"

"مجھے معلوم ہوتا تو میں تمہاری جھڑکیاں کیوں سنتا۔!" عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا۔

فیاض سمجھ گیا کہ وہ اس سلسلے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ لیکن ابھی بتانا نہیں چاہتا۔ بارہا ایسا ہو تھا... اور پھر عمران اس کی دانست میں ایک غیر سرکاری آدمی تھا۔ لہٰذا وہ کامیابی کے قریب پہنچ کر کسی سرکاری آدمی کا سہارا ضرور تلاش کرے گا اور وہ سرکاری آدمی خود فیاض کے علاوہ او کون ہو سکتا ہے۔ لہٰذا فیاض نے سوچا کہ اسے اپنا موڈ ٹھیک کر لینا چاہئے۔ اس سے پہلے بھی عمران کئی بار کامیابی کا سہرا اس کے سر باندھ چکا تھا۔

"اچھا چلو... میں اس کی پبلسٹی کرادوں گا... پھر کیا ہوگا...!"

"جو کچھ بھی ہوگا بہت جلد دیکھ لو گے... چائے پیو...!" عمران بڑبڑایا۔

جولیانا فٹنر واٹر تو بہت تھک گئی تھی۔ سلیپنگ سوٹ پہن کر اس نے ایک طویل انگڑائی لی او چھوٹی میز مسہری کے قریب سرکا کر اس پر فون رکھ دیا۔ سیکرٹ سروس کے آٹھوں افراد ہمیشہ اپنے سرہانے فون رکھ کر سویا کرتے تھے۔ پتہ نہیں کب ان کے پراسرار آفیسر ایکس ٹو کا فو آجائے جو نہ سونا جانتا ہے اور نہ آرام کرنا۔

جولیا مسہری پر لیٹ گئی اور لیٹتے ہی ذہن پر غنودگی کا غبار چھا گیا۔ لیکن وہ کچی ہی نیند تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ گھنٹی کی آواز اس وقت اسے اتنی گراں گزری کہ اُس کا چہرہ کافی حد تک مضحکہ خیز نظر آنے لگا۔ لیکن ہاتھ کسی مشین کی طرح ریسیور پر جا پڑے۔

"یس سر...!"

"اوہو... اب تو تم میری آواز پہچاننے لگی ہو...!"

"یس سر...!"

"کیوں کیا رہا...!"

"آپ کی ہدایت کے مطابق قبر کھودی گئی۔ لیکن آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی تابوت لاش کی بجائے پتھر بھرے ہوئے تھے...!"

"مجھے بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ جولیانا فٹنر واٹر اگر مجھے یقین ہوتا کہ لاش قبر میں موجود تو میں کبھی اسے کھود نکالنے کی زحمت نہ دیتا...!"

"کیا آپ مجھے کچھ پوچھنے کی اجازت دیں گے...!"

"پوچھو... اگر مناسب سمجھوں گا تو جواب ضرور ملے گا...!"

"یہ قصہ والٹن کی لاش سے شروع ہوا تھا۔ ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر سے اس کا کیا تعلق...!"

"یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ تم لوگ بہت جلد ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دو گے۔ مجھے یقین ہے۔ لیکن کیپٹن خاور کو بھی جعفری ہی کی طرح روپوش ہو جانا چاہئے...!"

"آپ اُسے براہِ راست ہدایت دیں گے یا میں مطلع کر دوں...!" جولیا نے پوچھا۔

"میں اسے مطلع کر دوں گا۔ لیکن تم لوگ نہ صرف اسے بلکہ جعفری کو بھی نظر میں رکھو گے...!"

"بہت بہتر... ایک بات اور قبرستان میں پولیس موجود تھی۔ ہم سمجھتے تھے شاید ہمیں مجرموں کو دھوکا دینا ہے...!"

"ہم نے درحقیقت مجرموں کو دھوکہ دیا ہے...!" ایکس ٹو بولا۔ "اب وہ ہمیں سو فیصد کسی دوسری پارٹی کے بدمعاش سمجھنے لگیں گے۔ پہلے بھی سمجھتے تھے۔ اب یقین آجائے گا...!"

"خیر... ہاں تو... بس کل کا اخبار ہی دیکھ کر تم حالات کا اندازہ کر لو گی...!"

"کیپٹن فیاض کے ساتھ وہ لفنگا عمران بھی موجود تھا آپ اسے جانتے ہی ہوں گے...!"

"ہاں میں اسے جانتا ہوں... ہے کام کا آدمی... لیکن اتنا بھی نہیں کہ ایکس ٹو کے کسی کام میں رخنہ اندازی کر سکے...!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور جولیا بھی ریسیور رکھ کر دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اخبارات میں دو خبریں بڑی اہم تھیں۔ پہلی خبر تو یہ تھی کہ قریبی شہر شاداب نگر میں بھی آسمان پر سرخ تحریر دیکھی گئی اور اس کے بعد وہاں کا ایک محلہ دھوئیں کے بادلوں میں گھر گیا... اور پھر وہی سب کچھ ہوا جو کچھ پہلے یہاں ہو چکا تھا... افراتفری کے دوران کروڑوں روپے لٹ گئے چونکہ اس سے پہلے ایک جگہ اس قسم کا واقعہ پیش آچکا تھا اس لئے آسمان پر تحریر نمودار ہوتے ہی فوج طلب کر لی گئی تھی اور اس نے مذکورہ محلے کا محاصرہ کر لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ جہاں ایک اخبار نے خیال ظاہر کیا تھا کہ اگر فوجیوں کے پاس گیس ماسک بھی ہوتے تو شائد لوگوں کا مال واسباب محفوظ رہتا۔ دھوئیں کی کثرت نے فوجیوں

کو محلے کے اندر گھسنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

دوسری خبر ڈاکٹر اسٹپلر کی قبر کے متعلق تھی۔ پولیس کا خیال تھا کہ اس کی لاش وہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ منتقل کی گئی ہے۔ لیکن اس کا مقصد کوئی نہیں جانتا۔ لاش وہاں سے کیوں ہٹائی گئی؟ یہ ایک راز ہے محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو باوثوق ذرائع سے اس کا علم قبل از وقت ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ایک دوسری ہی قبر کو ڈاکٹر اسٹپلر کی قبر سمجھ بیٹھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو نامعلوم آدمی اسٹپلر کی لاش لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ خبر میں وہ طریقہ بھی درج تھا جو مجرموں نے محکمہ سراغ رسانی کے آدمیوں کو دھوکا دینے کے لئے اختیار کیا تھا۔

عمران نے یہ خبریں مورننگ نیوز میں پڑھیں۔ وہ اس وقت دلیری کے شراب خانہ میں موجود تھا... دلیری ابھی کاؤنٹر پر نہیں آئی تھی۔ وہ زیادہ تر اسی وقت آیا کرتی تھی جب گاہکوں کے آنے کا وقت ہوتا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں شراب خانے کا واحد بیرا بارمین کے فرائض بھی انجام دیتا تھا اور گاہکوں کی میزوں پر شراب بھی پہنچا دیا کرتا تھا۔

ابھی صبح ہی تھی اور عمران کے علاوہ شراب خانے میں اور کوئی نہیں تھا۔ بیرا مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

"صاحب کیوں خواہ مخواہ پریشان کرتے ہو۔!" اس نے کہا۔

"ہائیں...!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کب تمہیں پریشان کیا تھا۔!"

"مجھے... میرا مطلب ہے میم صاحب کو...!"

"میم صاحب...!" عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ چند لمحے بڑی حسرت سے بیرے کو دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "بیٹھ جاؤ... بیٹھو... تکلف کی ضرورت نہیں۔ یہاں میرے علاوہ اور کوئی ہے۔!"

بیرا اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران اسے چند لمحے دیکھتے رہنے کے بعد بولا۔ "کیا تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے۔!"

"محبت... ہی... ہی... ہی...!" بیرا منہ دبا کر ہنسنے لگا۔

"نہیں کی...!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ورنہ اس طرح ہنسنے کی بجائے پھوٹ

پھوٹ کر روتے۔!"

بیرا بدستور ہنستا رہا۔!

آخر عمران نے کہا۔ "مجھے تمہاری میم صاحب سے محبت ہو گئی ہے۔!"

"کیا...!" دفعتاً بیرا سنجیدہ ہو کر اتنے زور سے اچھلا کہ کرسی الٹ گئی۔

وہ اس طرح آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران نے اسے قیامت کی آمد کی اطلاع دی ہو۔

"کرسی سیدھی کرو...!" عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔ "ورنہ دلیری ڈارلنگ تمہیں کچا چبا جائے گی۔!" بیرے نے چپ چاپ کرسی سیدھی کی اور کاؤنٹر کے پیچھے چلا گیا۔ وہ متحیر ہونے میں قطعی حق بجانب تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران جیسا کوئی بانکا سجیلا نوجوان دلیری جیسی سیاہ فام بوڑھیا پر عاشق بھی ہو سکتا ہے۔

عمران پھر اخبار پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ بیرا تھوڑی دیر کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر دوبارہ عمران کے قریب آیا۔

"مگر صاحب...!" اس نے پوچھا۔ "آپ میم صاحب کے دھندے میں کیوں گھپلا کرتے ہیں۔!"

"ہائے تم نہیں سمجھ سکتے...؟" عمران نے سینے پر ہاتھ مار کر شعر پڑھا۔

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے کہ سمجھائی نہیں جاتی

"میں دلیری کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں... اور تم لوگ کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھتے ہو۔ حماقت میری ہے۔ جب معنی والفاظ میں لائی ہی نہیں جاسکتی تو پھر میں سمجھانے کی کوشش کیوں کرتا ہوں۔ ویسے کیا تم لاشعور کی نفسیات سے واقف ہو...!"

بیرے نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"تب پھر اس کا یہ مطلب ہے کہ تم نے فرائڈ کو نہیں پڑھا۔!"

"میں پڑھا لکھا نہیں ہوں جناب...!"

"پڑھے لکھے نہیں ہو جناب! تب بھی تمہیں فرائڈ کو ضرور پڑھنا چاہئے تھا۔ خیر اب پڑھ لینا۔ ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا۔!"

"فرائی پان...!"

"ہاں تو فرائی پان میں ایک انڈا توڑ کر ڈال دو... تھوڑی سی امرود کی جیلی... دو قتلے انناس مربہ! دانہ الائچی خورد سائیدہ...!"

اچانک دلیری ناوقت شراب خانے میں آ گئی۔ عمران کو بیٹھا دیکھ کر اس کی بھنویں تن گئیں۔

"میں آج آخری فیصلہ کرنے آیا ہوں۔!"

"کائیسا پھسلا...!" دلیری دہاڑی۔

"چیخو مت... ورنہ پاس پڑوس والے بھی اس راز سے آگاہ ہو جائیں گے۔!"

"تم سالا ہمارا مٹی کھراب کر دیں گا۔!"

"دلیری ڈارلنگ...!" عمران نے آہستہ سے کہا اور اس کی آنکھوں سے شراب اُبلنے لگی۔

"کیا...؟" دلیری کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"بیرے کو باہر بھیج دو... پھر میں بتاؤں گا۔!" عمران نے بڑے دردناک لہجے میں کہا۔

دلیری جواب کافی سنجیدہ اور پر سکون نظر آنے لگی تھی کنکھیوں سے بیرے کی طرف دیکھ لگی۔ بیرا کاؤنٹر کے پیچھے لگی ہوئی بوتلوں پر جھاڑن پھیرنے لگا تھا۔

"یا پھر میرے ساتھ چلو...!" عمران نے دوسری تجویز پیش کی۔ اب اس کی آنکھوں میں آنسو بھی آ گئے تھے۔!

دلیری کچھ کہے بغیر اپنے نشست کے کمرے میں چلی گئی۔ عمران بھی آگے بڑھا۔ دونوں آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے۔ دلیری عمران کی طرف مڑی۔

وہ اس وقت اور زیادہ کریہہ المنظر معلوم ہونے لگی تھی۔ موٹے موٹے ہونٹ خفیف کھل گئے تھے آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ دھندلا گئی تھیں۔

"کیا بولتے چھوکرے۔!" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"بس ایک بار میری طرف دیکھ کر مسکرا دو... اس کے بعد میں خود ہی اپنا گلا گھونٹ مر جاؤں گا۔!"

وہ کھڑی پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"مسکرا دو...!" عمران پھر گھگھیایا۔

دلیری نے بے اختیار دانت نکال دیئے اور عمران فرش پر گر کر لوٹنے لگا۔ وہ ہائے واویلا

کہ دلیری بوکھلا گئی۔

"چلو... یہاں سے اٹھو... اٹھو...!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔

"نہیں مجھے یہیں مر جانے دو...!"

"کیا کرتا بابا...!" دلیری عجیب سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"میں یہیں مر جاؤں گا... ورنہ مجھے اپنے گھر لے چلو...!"

"تم پاگل ہے... بالکل پاگل... پہلے دھندا کھراب کرتا تھا... اب یہ...!"

"نہ یہ نہ وہ... میں تم سے پریم کرتا ہوں۔!"

"ہٹ... ادھر... چھوکرے...!" وہ عمران کو پرے جھٹک کر شرما گئی۔

عمران اور زیادہ زور شور کے ساتھ سینہ کوبی کرنے لگا۔

"تم کیوں میرے پیچھے پڑے ہو۔!" دلیری نے انگریزی میں کہا۔

"دل سے مجبور ہوں۔!" عمران ابھی کچھ اور بھی کہتا۔ انداز سے یہ ہی معلوم ہو رہا تھا مگر ٹھیک اسی وقت ویٹر بوکھلایا ہوا اندر آیا۔

"میم صاحب... گٹیالی...!" اس نے ہانپتے ہوئے کہا اور الٹے پاؤں واپس چلا گیا۔

"گٹیالی...!" دلیری نے پھٹی پھٹی سی آواز میں دہرایا... اور عمران کو جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔ "بھاگو...!"

عمران ابھی فرش سے اٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ بھاری قدموں کی آواز سنائی دی... اور دوسرے ہی لمحے میں ایک لحیم شحیم اور سیاہ فام آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں بڑی خوفناک تھیں... سرخ سرخ... انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔!" وہ پانی سے بھرے ہوئے بادل کی طرح گرجا۔

دلیری تو ایک گوشے میں منہ ڈال کر بُری طرح کانپنے لگی۔ لیکن عمران احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ بالکل اسی انداز میں جیسے اس سوال کا اس کی ذات سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"یہ کون ہے دلیری...؟" آنے والا پھر دہاڑا... وہ انگریزی ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔

"م... میں... نہیں جانتی۔!"

"تم کون ہو...!" اس نے عمران کو مخاطب کیا۔

"میں عاشق ہوں...!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"آچ... چھا... تو تم... دلیری کی دولت ہتھیانے کی فکر میں ہو... دلیری...؟"

دلیری اس کی طرف مڑی... لیکن اس کے چہرے کی سیاہی میں ہلکی سی پیلاہٹ بھی نظ[ر] آنے لگی تھی۔

"اپنے سینڈل اتار دو...!" نووارد غرایا۔ "اور اس کے سر پر مارتی ہوئی اسے باہر سڑک تک لے جاؤ... چالو...!"

"ٹھہرو...!" عمران دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا نام گٹیالی کیوں ہے؟"

"کیا مطلب...!" نووارد دہاڑا۔

"بالکل اچھا نہیں لگتا... تمہارے تن و توش پر یہ نام بالکل ایسا ہی لگتا ہے جیسے کسی ہاتھی کو چھپکلی کہہ دیا جائے... تمہارا نام تو ڈمباسٹر ہونا چاہئے تھا...!"

"مذاق اڑاتا ہے... میرا...!" گٹیالی گھونسہ تان کر عمران کی طرف جھپٹا... عمران حقیقتاً چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح دروازے کے سامنے سے ہٹ جائے کیونکہ اس وقت وہی ایک دروازہ کھ[لا] ہوا تھا۔

عمران نے اس کا وار خالی دے کر اپنی ٹانگ لگائی اور وہ وہیں کسی تناور درخت کی طرح ڈھ[یر] ہو گیا۔ اکیلے نہیں بلکہ ایک کرسی بھی اپنے ساتھ ہی لیتا چلا گیا۔ جس کے ٹوٹنے کی آواز کمرے میں گونج کر رہ گئی۔ دوسرے ہی لمحہ میں عمران نہ صرف اس کمرے بلکہ شراب خانے ہی سے باہر تھا۔

جولیانا فنٹز واٹر نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر سیکرٹ سروس کے ایک رکن مسٹر تنویر کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو تنویر...!" اس نے کہا۔ "دلیری کے شراب خانے میں ایک آدمی گٹیالی نامی موجود ہے۔ اس کا تعاقب کرو... ایکس ٹو کا حکم ہے۔ اسے ان دنوں اسی آدمی کی تلاش تھی۔ یہ ایک لمبا تڑنگا اور سیاہ فام آدمی ہے۔ آنکھیں سرخ ہیں... ابھی کچھ دیر قبل ہی اس کی پیشانی پر سخت چوٹ آئی ہے توقع ہے کہ سر پر پٹی بھی بندھی ہوئی ملے گی...!"

"جولیا...! موسم بڑا خوش گوار ہے...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا بک رہے ہو... تم نے نہیں سنا... یہ ایکس ٹو کا حکم ہے...!"

"جولیا یہ عشق ٹو کا موسم ہے۔ خدا غارت کرے ایکس ٹو کو... اس نے ہمیں مشینیں بنا کر رکھ دیا ہے۔ پتہ نہیں خود کس دھات کا بنا ہوا ہے۔ آچ... چھا... جولیا... میں جا رہا ہوں۔ مگر...!"

"مگر کیا...؟"

"آج رات کا کھانا...!"

"تمہارے ساتھ کھاؤں گی...!" جولیا نے جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "جلدی کرو... اگر وہ دلیری کے شراب خانے سے رخصت ہو گیا تو ایکس ٹو بہت بُری طرح پیش آئے گا...!"

"اچھا... اچھا...!" تنویر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا اور جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا وہ اس وقت باہر جانا چاہتی تھی۔ مگر اسے تنویر کی رپورٹ کا انتظار کرنا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایکس ٹو کی مرضی کے مطابق کام نہ کرنے کی سزا کیا ہو سکتی ہے۔ اسے ایسے بہتیرے مواقع یاد تھے جب ایکسٹو نے اپنے ماتحتوں کو سزائیں دیں تھیں۔ ان دنوں کا آخری واقعہ سارجنٹ ناشاد کا تھا۔ ناشاد ایک مشرب شاعر بھی تھا۔ ہر وقت مست رہنے والا.... پیتا بھی بہت بُری طرح تھا۔ لیکن کچھ اُسی پر منحصر نہیں تھا۔ ایکس ٹو کا حکم تھا کہ اس کے ماتحت کبھی ایسی صورت میں کسی پبلک مقام پر شراب نہ پئیں جب ان کے ساتھ عورتیں بھی ہوں۔ ناشاد نے اس کے حکم کی پرواہ نہ کر کے ایک رات ایک مقامی شراب خانے میں دو بازاری عورتوں کے ساتھ شراب پی کر خاصی ہڑبونگ مچائی وہ اتنی پی گیا تھا کہ اسے کسی بات کا ہوش ہی نہ رہا۔ دوسری صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو شہر کے ایک فٹ پاتھ پر پڑا پایا۔ اس کے گرد کافی بھیڑ موجود تھی اور لوگ بے تحاشہ قہقہے لگا رہے تھے۔ وہ اٹھا اور بدحواسی میں ایک طرف چل پڑا۔ راہ میں جو بھی اسے دیکھتا ہنس پڑتا۔ اس اثناء میں ایک بار اس کا ہاتھ چہرے پر گیا اور اس کا سارا جسم جھنجھنا اٹھا۔ اس کی گھنی مونچھیں غائب تھیں پھر گالوں پر چپچپاہٹ سی محسوس ہوئی اور ساتھ ہی اسے اس عجیب کی بدبو کا بھی احساس ہوا جو پہلے بھی محسوس ہوتی رہی تھی۔ لیکن اُس نے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ یہ بدبو کولتار کی تھی۔ اب جو اس نے ہاتھ کی طرف دیکھا تو انگلیوں میں کولتار بھرا ہوا نظر آیا۔ بس پھر کیا تھا اُس نے بدحواسی میں گھر کی طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ پھر یہ بات آئینے ہی نے اسے بتائی کہ اس کے سارے چہرے پر کولتار کا غازہ موجود ہے اور بہترین

قسم کی چڑھی ہوئی مونچھیں غائب ہیں۔ جیب سے ایک پرچہ برآمد ہوا جس پر ٹائپ کے حروف میں درج تھا۔ "دوسری غلطی پر اس سے زیادہ سخت سزا دوں گا۔ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔!" اور نیچے تحریر تھا "ایکسٹو"

جولیا تنویر کے متعلق سوچنے لگی جو اسے اکثر چھیڑتا رہتا تھا۔ بعض اوقات ڈھکے چھپے الفاظ میں شادی کی درخواست بھی پیش کر بیٹھا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیوں نہ اسے بھی ایکس ٹو سے کوئی معقول سزا دلوائی جائے۔ ایسی سزا جو اسے زندگی بھر یاد رہے۔

جولیا تقریباً تین گھنٹے تک تنویر کی رپورٹ کا انتظار کرتی رہی۔۔۔ اس دوران میں وہ دوبارہ ایکس ٹو کا فون ریسیو کر چکی تھی جو گٹیالی کے متعلق تنویر کی رپورٹ کا منتظر تھا۔ آخر ڈھائی بجے ۔۔۔ تنویر کا فون آیا۔

"ہیلو۔۔۔ جولی۔۔۔!" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا۔ "کسی نے اسے گولی ماردی۔ گرانڈ ہوٹل کے غسل خانے میں۔ فائر کی آواز نہیں سنی گئی۔ خیال ہے کہ وہ کوئی سائیلنسر لگا ہوا ریوالور تھا میں نے بھی صرف اس کی چیخ سنی تھی۔ گولی داہنی کنپٹی میں لگی ہے۔!"

"تم اس کی قیام گاہ تک نہیں پہنچ سکے۔!"

"نہیں۔۔۔ وہ دلیری کے شراب خانے سے نکل کر۔۔۔ گرانڈ ہوٹل تک گیا تھا۔۔۔ اور شائد دلیری سے اس کا جھگڑا بھی ہوا تھا کیونکہ شراب خانے میں وہ دونوں بہت بُری طرح چیخ رہے تھے۔"

"اچھا تنویر ایک بات میری سمجھ میں آرہی ہے۔!" جولیا نے کہا۔ "اب تم بھی خطرے میں ہو۔ میرا خیال ہے کہ اسے اس لئے گولی ماری گئی ہے کہ تم اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ لہٰذا اب تم کہیں چھپنے کی کوشش کرو۔ ایکس ٹو کا حکم ہے ہم میں سے جو بھی مجرموں کی نظر میں آجائے اسے چاہئے کہ بقیہ آدمیوں سے دور ہی دور رہے۔ خیر تم اس وقت کہاں ہو۔"

"گرانڈ ہوٹل میں۔۔۔!" تنویر نے جواب دیا۔

"اچھا تو وہیں ٹھہرو۔۔۔ لیکن کسی ایسی طرف نہ جانا جہاں تنہائی ہو میں ایکس ٹو کو تمہارے حالات سے باخبر کئے دیتی ہوں۔ اسی صورت میں تم محفوظ رہ سکتے ہو۔!"

"اب جولیا نے سلسلہ منقطع کر کے ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے۔ یہ نمبر ٹیلی فون ڈائریکٹری میں نہیں تھے اور انہیں بہت ہی خاص مواقع پر استعمال کیا جاتا تھا۔

ایکس ٹو سے فون پر رابطہ قائم کرنے میں دیر نہیں لگی۔ جولیا نے اسے رپورٹ دی اور یہ بھی بتایا کہ اس نے تنویر کو کیا مشورہ دیا ہے۔

"جولیانافٹنر واٹر۔۔۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تم واقعی بہت ذہین ہو۔ تم نے اسے بہت اچھا مشورہ دیا ہے۔ اب مطمئن رہو۔ سب کچھ کرلوں گا۔ تمہارا خیال صحیح ہے۔ گٹیالی حقیقتاً ایسا ہی آدمی تھا جس کے ذریعے ہم مجرموں تک پہنچ سکتے تھے۔ خیر۔۔۔ ابھی دوسری راہیں بھی موجود ہیں جنہیں میں نے آزمایا نہیں ہے۔!"

"مگر جناب۔۔۔ وہ گلاس فیکٹری جہاں کیپٹن خاور پر حملے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہاں سے بھی مجرموں تک رسائی ہوسکتی ہے۔!"

"نہیں وہ راستہ فضول ہے۔ میں نے دیدہ و دانستہ اسے ترک کردیا ہے۔ ویسے تو وہ دونوں آدمی بھی بظاہر کام کے تھے جنہیں میں نے انجکشن دیئے تھے۔ مگر یقین کرو کہ وہ محض کرائے کے آدمی تھے۔۔۔ اور انہیں بھی اس کا علم نہیں تھا کہ اصل مجرم کون ہے۔!"

"تنویر کا کیا بنے گا۔!" جولیا نے پوچھا۔

"تم بے فکر رہو۔۔۔ میں اسے بحفاظت تمام۔۔۔ گرانڈ ہوٹل سے نکلوادوں گا۔!"

جولیا نے سلسلہ منقطع ہونے کے بعد ریسیور رکھ دیا۔ باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کرنے لگی۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد وہ اپنی چھوٹی سی آسٹن کار میں بیٹھی ہوئی بازار کی طرف جارہی تھی۔ اسے دراصل کچھ کپڑے خریدنے تھے۔ بازار میں پہنچ کر اس نے محسوس کیا کہ اس کا بھی تعاقب ہورہا ہے۔ وہ اس وقت اپنی کار ایک جگہ کھڑی کر کے مختلف دوکانوں پر کپڑے دیکھتی پھر رہی تھی۔ ایک بار تعاقب کرنے والا بالکل اس کے قریب آگیا اور اسے دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ تعاقب کرنے والا عمران ہے۔ وہ اسے اس وقت سے جانتی تھی جب وہ محکمہ سراغ رسانی میں آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز تھا۔۔۔ اور اب اسے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ آج کل بیکار ہے اور آئے دن محکمہ سراغ رسانی والوں کے معاملات میں ٹانگ اڑائے رہتا ہے۔

"مس جولیانافٹنر واٹر۔۔۔!" عمران اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "میرے پاس آپ کے لئے ایک دلچسپ اطلاع ہے۔!"

"میں نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں۔!" جولیا نے بے رخی کا مظاہرہ کیا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہر حال وہ اطلاع بہت اہم ہے۔ اگر آپ اطمینان سے کہیں مل بیٹھنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔۔!"

"میرے پاس وقت نہیں ہے آپ ہیں کون۔۔۔؟"

"میں ٹکنی کلر میں بغداد کا چور ہوں۔ آپ اس کی پرواہ نہ کیجئے لیکن وہ اطلاع ڈاکٹر اسٹیپلر کی قبر سے متعلق ہے۔۔!"

"میں آپ کی الٹی سیدھی باتوں کا مطلب نہیں سمجھ سکتی۔۔!" جولیا مسکرا کر بولی۔ "ویسے آپ سو فیصدی ٹکنی کلر میں ہیں۔ سبز کوٹ، نیلا پتلون، زرد قمیض، گلابی ٹائی اور سفید جوتے۔ اگر آپ بغداد کا چور نہ ہوتے تب بھی میں آپ کو مداری ہی سمجھتی۔۔!"

"سمجھتیں نا۔۔۔ ہاہا۔۔۔ بس اب آیئے۔۔۔ کیفے دلکشا میں چائے بھی پئیں گے اور باتیں بھی ہوں گی۔ بہت سی باتیں۔۔۔ ورنہ اگر میں ہالی وڈ واپس چلا گیا تو آپ کو افسوس ہوگا۔۔!"

"آپ اعلیٰ قسم کے مسخرے معلوم ہوتے ہیں خیر چلئے۔۔!" جولیا ہنستی ہوئی اس کے ساتھ ہولی۔ ویسے اسے حیرت ضرور تھی کہ وہ اس طرح اس سے کیوں آ ٹکرایا۔ کیفے میں پہنچ کر تھوڑی دیر تک وہ خاموشی سے ایک دوسرے کو گھورتے رہے پھر عمران نے کہا۔

"جس رات ڈاکٹر اسٹیپلر کی لاش غائب ہوئی تھی آپ کہاں تھیں۔۔!"

"دیکھئے۔۔۔ اگر آپ زیادہ بہکیں گے تو آپ کو مزہ چکھادوں گی۔۔!"

"چلئے میں چکھنے سے پہلے ہی اسے میٹھا تسلیم کئے لیتا ہوں۔ مگر مس جولیا یہ بہت اہم بات ہے کہ ڈاکٹر اسٹیپلر کے تابوت پر آپ کی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں۔۔!"

"میں جارہی ہوں مسٹر۔۔۔!" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔

"شوق سے جایئے۔۔۔!" عمران لاپروائی سے بولا۔ "لیکن سیکرٹ سروس والوں اور محکمہ سراغ رسانی کا یہ ٹکراؤ میں پسند نہیں کرتا۔ آخر آپ لوگ یہ سب کچھ کس کے حکم سے کر رہے ہیں محکمہ سراغ رسانی کو ڈاکٹر اسٹیپلر کی لاش چاہئے سمجھیں اور اس کے لئے میرا صرف ایک اشارہ کافی ہے آپ سمجھتی ہیں نا اور آپ کا یہ خیال بھی فضول ہے کہ آپ مجھے نہیں پہچانتی۔ میں شیطان کا خالہ زاد بھائی عمران ہوں۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں انجان بننے سے کام اور زیادہ بگڑ جائے گا مس جولیا۔۔۔ جی ہاں۔۔!"

"آپ خواہ مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہیں میں اسے پسند نہیں کرتی۔۔!"

"کسی حد تک میں آپ کی ناپسندیدگی کو بھی پسند کر سکتا ہوں۔ مگر مس جولیا میں آپ کے محکمے کے آٹھوں آدمیوں سے واقف ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آج کل ان میں سے دو حضرات قطعی نظر نہیں آئے اور تیسرے نے آج ایک حماقت کر ڈالی ہے۔ لہٰذا وہ بھی غائب ہو جائے گا۔۔!"

"بے پر کی نہ اڑاؤ۔۔۔!" جولیا مسکرا کر بولی۔ "مقصد کی طرف آؤ۔۔۔ کیا تم کسی بیمہ کمپنی کے ایجنٹ ہو۔۔!"

"صورت سے تو وہی معلوم ہوتا ہوں گا۔۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن آپ مجھے کسی دن صبح ہی صبح دیکھئے پھر اگر اس دن آپ کو دوپہر کا کھانا نصیب ہو جائے تو میرے منہ پر تھوک دیجئے گا۔۔!"

جولیا اسے چند منٹ تک خاموشی سے گھورتی رہی۔ پھر بولی "آپ کی باتیں پُر لطف ہیں۔ لیکن اب اصل موضوع پر آجایئے۔ کیا آپ مجھ سے جان پہچان پیدا کرنا چاہتے تھے۔۔!"

"میں مکھی پیدا کرنے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جان پہچان تو بہت بڑی چیز ہے۔ اچھا مس جولیا کوئی بات نہیں۔ آپ کو پچھتانا پڑے گا۔ میں لاش کا قصہ کیپٹن فیاض کو سنادوں گا۔ مگر اس سے پہلے میں آپ کو دو گھنٹے کی مہلت اور دے سکتا ہوں۔ آپ اپنے ساتھیوں سے بھی مشورہ کر لیجئے۔۔۔ یہ رہا میرا کارڈ۔۔۔ اس پر فون نمبر بھی درج ہے۔ آپ دو گھنٹے کے اندر اندر مفاہمت کے لئے مجھے فون کر سکتی ہیں۔ دو گھنٹوں سے ایک منٹ بھی زیادہ نہیں دوں گا۔۔۔ اچھا ٹاٹا۔۔!"

عمران اٹھا اور اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر باہر نکل گیا۔ جولیا نے جیب سے رومال نکال کر چہرے کا پسینہ خشک کیا۔ وہ بظاہر عمران سے دوٹوک گفتگو کرتی رہی۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ اسے چکر آرہے تھے۔۔۔ اور اس کی وجہ ایکس ٹو کا خوف تھا۔ ایکس ٹو کا کہنا تھا کہ اس کے آٹھوں ماتحت خود کو دوسروں سے چھپائے رکھیں کوئی ایسا نمایاں کام نہ کریں جو ان کی شخصیات پر روشنی ڈالنے کا موجب بنے۔ لیکن عمران آٹھوں کو نہ صرف جانتا تھا بلکہ اسے ان کی مشغولیات کا بھی علم تھا۔ جولیا سوچ رہی تھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایکس ٹو کی شخصیت سے بھی واقف ہو۔!

دوسرے ہی لمحے میں وہ اس طرح اٹھی جیسے اس کا یہ فعل مشینی نوعیت کا رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار گھر کی طرف واپس جارہی تھی۔ فلیٹ کے دروازے تک پہنچتے

پہنچتے اس کی سانس پھول گئی۔ اس نے قفل میں کنجی گھمائی اور دروازے کو دھکا دے کر جیسے ہی اندر داخل ہوئی کسی نے اس کی گردن پکڑلی اور قبل اس کے کہ وہ ہونٹ بھی ہلا سکتی ایک مضبوط ہاتھ اس کے منہ پر جم گیا۔ اس کے سارے جسم میں صرف پلکیں حرکت کر رہی تھیں۔ گردن پر رکھے ہوئے ہاتھوں کی گرفت سخت ہونے لگی۔ جولیا نے محسوس کیا کہ وہ دو آدمیوں کی گرفت میں ہے۔ اس کا سر دھمکنے لگا تھا... اور آنکھوں کے سامنے تاریکی لہریں لے رہی تھیں۔ گردن کی گرفت آہستہ آہستہ تنگ ہوتی گئی اور ذرا سی دیر میں تکلیف کا احساس ہی فنا ہو گیا۔

اُسے پتہ نہیں کہ بے ہوشی کب تک طاری رہی! بہر حال ہوش آتے ہی اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ حالانکہ اس وقت اندھیرے میں تھی۔ لیکن اس کی چھٹی حس یہی کہہ رہی تھی کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اسے احساس ہونے لگا کہ وہ کسی نرم گدیلے پر نہیں بلکہ ناہموار زمین پر پڑی ہوئی ہے... اور اس کے سارے جسم میں سنگریزے سے چبھ رہے ہیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور بے تکان اٹھ کر بیٹھ گئی بائیں طرف سے ہلکی ہی سرخ روشنی آرہی تھی لیکن وہ یہاں کا اندھیرا دور کرنے کے لئے کافی نہیں تھی۔ اس نے بائیں طرف مڑ کر دیکھا تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بڑا سا سوراخ نظر آیا... اتنا بڑا کہ ایک آدمی بیٹھ کر بہ آسانی اس سے گذر سکتا تھا۔ یہ سرخ روشنی اسی سوراخ سے اندر آرہی تھی۔ جولیا گھٹنوں کے بل سوراخ کی طرف رینگنے لگی۔

اور پھر دوسرے ہی لمحہ میں اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں ہے۔ سوراخ کی دوسری طرف الاؤ جل رہا تھا۔ تین آدمی زمین پر سوئے پڑے تھے۔ ایک الاؤ کے قریب بیٹھا سلگتی ہوئی لکڑی سے اپنا پائپ جلا رہا تھا۔ اس کے قریب ہی دو تین رائفلیں ایک پتھر سے ٹکی کھڑی تھیں اور وہیں ایک بڑا سا کلہاڑا بھی پڑا ہوا تھا۔

رائفلیں سوراخ سے قریب ہی تھیں... جولیا خود میں ہمت پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ دراصل ایک بہت بڑا غار تھا جس کے دو حصے تھے اور وہ سوراخ ان دونوں کو ملاتا تھا۔ جولیا کا آدھا دھڑ سوراخ کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ آگ کے قریب بیٹھا ہوا آدمی اپنا پائپ سلگا کر زمین پر لیٹ گیا تھا۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ایک رائفل اپنے قبضہ میں کرلی اور اس کی نالی جاگتے

ہوئے آدمی کی طرف کرتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ "بس خاموش ہی رہنا۔!"

اس آدمی نے بڑے اطمینان سے اس کی طرف کروٹ لی... اور اس انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا جیسے کوئی ننھی سی بچی کسی لکڑی کی بندوق سے اسے دھمکا رہی ہو۔ نہ اس کی آنکھوں میں خوف تھا نہ حیرت۔ بس ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی فکر مند باپ اپنی ننھی سی بچی کی خوش فعلیوں سے محظوظ ہونے کے موڈ میں نہ ہو۔!

"رائفل خالی ہے... اُسے رکھ دو...!" اس نے تھوڑی دیر بعد آہستہ سے کہا... اور اپنی جگہ پر واپس جاؤ... یہ تینوں جو سو رہے ہیں بہت بُرے آدمی ہیں۔ میں نے انہیں بہت مشکل سے سلایا ہے۔!"

جولیا نے رائفل نہیں رکھی... اس آدمی نے پھر کہا۔ "میرے کہنے پر عمل کرو... ورنہ نتیجے کی خود ذمہ دار ہو گی۔!"

"تم لوگ مجھے یہاں کیوں لائے ہو...!" جولیا نے پوچھا۔

"اس بات کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔ تم ابھی دوسری جگہ لے جائی جاؤ گی اور وہیں تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ میرے کہنے پر عمل کرو۔ رائفل وہیں رکھ دو جہاں سے اٹھائی ہے۔ اگر یہ لوگ جاگ پڑے تو تمہاری بقیہ زندگی جہنم بن جائے گی۔!"

جولیا چند لمحے کچھ سوچتی رہی۔ پھر رائفل وہیں رکھ کر غار کے تاریک حصے میں واپس چلی گئی۔ وہ اس آدمی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ وہ اس کا کوئی جانا پہچانا سا چہرہ تھا۔ آواز میں بھی کوئی ایسی چیز موجود تھی جس کی بناء پر وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اس سے قبل بھی کہیں اسے دیکھ چکی تھی۔ کہاں؟ ذہن پر زور دینے کے باوجود بھی یاد نہ آسکا۔ پھر سوچنے لگی۔ ممکن ہے واہمہ ہو... کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ چونکہ وہ خلاف توقع مہربانی سے پیش آیا تھا اس لئے ذہن کے تاریک گوشے اس سے کچھ نہ کچھ تعلق پیدا کر لینے کا جواز ڈھونڈ رہے ہوں۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد تاریکی میں ٹارچ کی روشنی نظر آئی۔ اس نے بائیں طرف والے سوراخ کی جانب دیکھا کوئی آدمی ٹارچ کی روشنی اس پر ڈال رہا تھا۔

پھر دو آدمی اندر آئے... اور انہوں نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر باہر نکالا اب اس غار میں چھ آدمی تھے۔ انہوں نے جولیا سے کوئی بات نہیں کی۔ سوئے ہوئے آدمی بھی اٹھ گئے تھے...

اور ان کا سامان ایک جگہ ڈھیر تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سفر کے لئے تیار ہوں۔ کسی نے جولیا کی کمر پر رائفل کا کندہ رکھ کر اسے آگے کی طرف دھکیلا اور وہ ایک لفظ کہے بغیر اپنے آگے چلتے ہوئے آدمی کے پیچھے چل پڑی۔

غار سے نکلتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے وہ برفیلے سمندر میں غوطے لگا رہی ہو۔ اس کے جسم پر ایسے کپڑے نہیں تھے جو اسے جنگل کی سردی سے بچا سکتے۔

کچھ دور چلنے کے بعد رک جانے کا حکم ملا... اور ٹارچ کی روشنی ایک بڑی سی اسٹیشن ویگن پر پڑی۔ قبل اس کے اسے کچھ کہا جاتا جولیا خود ہی اسٹیشن ویگن میں بیٹھ گئی۔ چار آدمی اس کے ساتھ بیٹھے اور دو اگلی نشست پر چلے گئے۔ اندر پہنچتے ہی ان میں سے کسی آدمی نے جولیا پر کمبل ڈال دیا تھا۔

"اگر تم لیٹنا چاہو تو وہ سیٹ کافی ہے۔!" کسی نے کہا۔

"نہیں شکریہ...!" جولیا بولی۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں۔!"

اسٹیشن ویگن کا انجن گڑگڑایا اور وہ فراٹے بھرنے لگی۔ جولیا محسوس کر رہی تھی کہ وہ لوگ کافی مہذب اور شائستہ ہیں۔ انہوں نے ابھی تک اسے کوئی تکلیف نہیں دی تھی۔ جولیا نے خود کو اچھی طرح کمبل میں لپیٹ لیا تھا۔ لیکن ٹھنڈی ہوا اب بھی اس کے چہرے پر تھپیڑے مار رہی تھی۔ اس کے باوجود بھی نہ تو وہ لیٹنا چاہتی تھی اور نہ چہرہ ڈھکنا چاہتی تھی۔

گاڑی ناہموار راستے پر چل رہی تھی۔ جھٹکے اور دھچکے یہی کہہ رہے تھے۔ یہ سفر تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔ جولیا کو وقت کا احساس نہیں تھا اور نہ اس میں اتنی ہمت تو تھی کہ وہ ان لوگوں سے وقت پوچھ سکتی۔

آخر وہ سفر ختم ہوا... جولیا سے نیچے اُترنے کو کہا گیا۔ اس نے بے چوں و چرا تعمیل کی۔ باہر نکلتے ہی پھر اسے شدید ترین سردی کا احساس ہوا۔ کیونکہ ہوا بہت تیز تھی اور آسمان میں بادلوں کی گڑگڑاہٹ اور بجلی کی چمک طوفان کا پیش خیمہ معلوم ہو رہی تھی۔

جولیا کو یاد نہیں کہ وہ کس طرح اس عمارت میں پہنچی۔ اسے یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ عمارت تک پہنچنے میں کتنی دیر لگی تھی۔ اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا... اور ذہن پر برف کی سل سی رکھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بجلی کی چمک میں اس عمارت کی ایک جھلک ضرور دیکھی

تھی۔ لیکن اتنی دیر میں اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا مشکل ہی تھا۔ وہ ایک کمرے میں لائی گئی جس کی دیواریں بھورے رنگ کے پتھر سے بنائی گئیں تھیں اور وہاں بہت ہی بھدے قسم کا فرنیچر موجود تھا۔ اسے ایسا ہی محسوس ہوا جیسے وہ کسی دیہاتی زمیندار کے مکان میں ہو۔

وہ لوگ اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گئے... کمرہ گرم تھا۔ دیوار میں بنے ہوئے آتش دان میں پتھر کے کوئلے دہک رہے تھے۔ لیکن کمرے کے در و دیوار سے اسے وحشت ہو رہی تھی۔

یہاں ایک ہی دروازہ تھا... نہ کھڑکیاں تھیں اور نہ روشن دان شائد پندرہ یا بیس منٹ تک وہ وہاں تنہا رہی۔ پھر یہ تنہائی رفع ہوگئی۔ آنے والا پستہ قد اور گٹھیلے جسم کا آدمی تھا مگر اس کے سر کے زیادہ تر بال غائب نہ ہوگئے ہوتے تو اس کی عمر کا اندازہ کرنا مشکل ہوتا۔ اب یہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بال قبل از وقت غائب ہوگئے اور وہ پچیس سال سے زیادہ کا نہیں ہے۔

جولیا نے اسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے لئے کوئی اجنبی نہیں تھا۔ وہ صدہا بار علمی اور ادبی رسائل میں اس کی تصاویر دیکھ چکی تھی۔ یہ مشہور سائنس دان ڈاکٹر اسٹیپلر تھا۔ ایک دیسی عیسائی... جس کی قبر سے خالی تابوت حاصل ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی تیز اور خوف ناک تھیں۔ جولیا ایک بار سے زیادہ اس سے آنکھ نہ ملا سکی۔

"تم بہت تھک گئی ہوگی۔!" ڈاکٹر اسٹیپلر نے کہا... اس کی آواز بڑی نرم تھی اور چہرے کی کرختگی کے مقابلے میں جولیا کو بہت عجیب لگی۔

جولیا نے جواب نہ دیا۔

"میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں۔!" اسٹیپلر نے کہا۔ "میں تمہیں اسی دن سے جانتا ہوں جب تم نے میرے دو آدمیوں کو دھوکا دے کر دانش منزل میں پہنچایا تھا۔!"

"تو آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ میں حقیقتاً کون ہوں۔" جولیا نے کہا۔

"مجھے یہ جاننے کی قطعی ضرورت نہیں ہے کہ تم کون ہو...؟" ڈاکٹر اسٹیپلر نے کہا۔ "لیکن یہ ضرور معلوم کروں گا کہ دانش منزل میں تمہارے علاوہ اور کون تھا۔!"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتی۔!"

"ضد بُری چیز ہے۔!" ڈاکٹر اسٹیپلر مسکرایا۔

"میں یقین بھی نہیں دلانا چاہتی۔" جولیا نے لاپروائی سے کہا۔

"تم خواہ کتنی ہی ضد کیوں نہ کرو... میں تشدد نہیں کروں گا۔ تھوڑی دیر بعد تم خود بخود مجھے سب کچھ بتادو گی۔ اگر میرے دو آدمی پاگل ہو سکتے ہیں تو تم بھی اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ سکتی ہو۔!"

"جو بات میں نہیں جانتی اسے کیسے بتاسکوں گی۔!"

"اچھا والٹن اور جعفری میں کیا گفتگو ہوئی تھی۔!"

"مجھے اس کا بھی علم نہیں ہے۔ اس کا علم بھی اسی آدمی کو ہو سکتا ہے جو اس رات دانش منزل میں تھا۔ جس نے آپ کے دو آدمیوں کو...!"

ڈاکٹر اسٹیپلر خاموش ہو گیا۔ وہ چند لمحے آتش دان میں دہکتے ہوئے کوئلوں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "میری قبر کس نے کھودی تھی۔!"

"میں کسی بات کا جواب نہیں دینا چاہتی۔!"

"محض اس لئے کہ میرے کسی آدمی نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اور میں بھی رحمدلی سے پیش آرہا ہوں۔!"

"اور میں یہ بھی جانتی ہوں ڈاکٹر کہ میری زندگی کا انحصار میری زبان ہی پر ہے۔ میں اس وقت تک زندہ رہوں گی جب تک اپنی زبان بند رکھوں۔!"

"نہیں یہ ضروری نہیں۔!"

"ڈاکٹر اسٹیپلر میں کوئی ننھی سی بچی نہیں۔ آپ نے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ آپ مر چکے ہیں۔ میں آپ کو زندہ دیکھ رہی ہوں۔ کیا آپ کسی ایسے آدمی کو زندہ دیکھنا پسند کریں گے جو اس راز سے واقف ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ والٹن اس راز سے واقف رہا ہو۔!"

"تم کافی ذہین عورت ہو۔ لیکن والٹن کی موت سے میرا کوئی تعلق نہیں میں خود یہ جاننا چاہتا ہوں کہ والٹن کو کن لوگوں نے قتل کیا ہے... اور میری مصنوعی موت بھی ملک کے مفاد ہی کے لئے ہوئی تھی۔ تم کیا جانو کہ میں ملک و قوم کے مفاد کے لئے کیا کر رہا ہوں۔ اگر میں علی الاعلان اپنا کام جاری رکھتا تو ایک مغربی ملک کے جاسوس میرا کام تمام کر دیتے۔ لیکن تم لوگ کون ہو جو میرے کاموں میں روڑے اٹکا رہے ہو... میں صرف اس آدمی کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں جس نے میرے آدمیوں کے دماغ الٹ دیئے تھے۔!"

جولیا سوچ میں پڑ گئی۔ ڈاکٹر اسٹیپلر تیکھے خدوخال رکھنے کے باوجود بھی اسے رحم دل اور ایماندار معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے آدمیوں نے بھی اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور کوئی سختی نہیں کی تھی۔ اسے زبردستی گھر سے اٹھا لائے تھے۔ اس کے بعد یہاں تک لے آنے کے دوران میں اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی تھی۔ وہ ایکس ٹو کے متعلق سوچنے لگی۔ کہیں وہ سچ مچ کوئی غیر ملکی جاسوس نہ ہو۔ اکثر ایسے واقعات پیش آئے تھے جب کسی سرکاری ادارے پر دوسرے ممالک کے جاسوسوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ وہ الجھن میں پڑ گئی۔ ڈاکٹر اسٹیپلر بڑا نیک نام آدمی تھا۔ اُس نے ملک و قوم کی بہتیری خدمات انجام دی تھیں۔

"تم کیا سوچ رہی ہو۔!" ڈاکٹر اسٹیپلر نے کہا۔ "کیا تم تھوڑی سی برانڈی لینا پسند کرو گی۔!"

"نہیں شکریہ... میں شراب نہیں پیتی۔!"

"تم نسلاً سوئیس ہو...!"

"جی ہاں...!"

"لیکن تمہارے دوسرے ساتھی یہیں کے ہیں... کیا تم اس ملک کی وفادار ہو۔!"

"ہاں... میری ماں یہیں کی تھی۔ میں خود کو یہیں کی شہری تصور کرتی ہوں۔ مجھے اس سرزمین سے پیار ہے۔!"

"تم بکواس کر رہی ہو۔!" دفعتاً ڈاکٹر اسٹیپلر کا موڈ بدل گیا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں اور پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں وہ پھر دہاڑا۔ "تم کسی دشمن ملک کی جاسوسہ ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تمہارا سرغنہ کون ہے۔!"

جولیا کانپ گئی۔

دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ "ڈاکٹر.... پولیس...!"

"کیا بکواس ہے۔!" ڈاکٹر غرا کر دروازے کی طرف مڑا۔

دروازے میں جولیا کو وہی آدمی نظر آیا جس سے غار میں اس کی گفتگو ہوئی تھی... اور جس نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ رائفل رکھ دے ورنہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے گی۔

وہ اندر آگیا۔

"پولیس! تم کیا بک رہے ہو...!"

"ہاں ڈاکٹر... میرے اور آپ کے علاوہ اور سب گرفتار ہوگئے ہیں۔!"

"کیا تم نشے میں ہو۔!"

"آپ جانتے ہیں کہ مجھے نشے سے کوئی دلچسپی نہیں۔!"

"کل رات بھی تم نے شراب پی کر کافی اودھم مچائی تھی... جاؤ یہاں سے۔!"

"ڈاکٹر... اس وقت میں نشے میں نہیں ہوں۔ اگر ہوتا بھی تو نشہ ہرن ہو جاتا۔ آپ خود دیکھ لیجئے سارے ساتھی اسی کمرے میں بندھے پڑے ہیں۔!"

اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"تم جاتے ہو یا میں تمہیں ہوش میں لاؤں۔!" ڈاکٹر دانت پیس کر اسے مکہ دکھاتا ہوا بولا۔

"آپ کی مرضی...!" اس نے لاپروائی کے اظہار میں اپنے شانوں کو جنبش دی۔ "میں نے خطرے سے آگاہ کر دیا۔!"

وہ چلا گیا اور ڈاکٹر پھر جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ڈاکٹر اگر تم محب وطن ہو تو یہاں پولیس کا کیا کام...؟" جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ... وہ بکواس کر رہا ہے۔ نشے میں ہے۔ میرے سارے ہی آدمی میری طرح سنجیدہ نہیں ہیں۔!"

اچانک جولیا کی نظر پھر دروازے کی طرف اٹھ گئی۔ وہی آدمی دوبارہ اندر آ رہا تھا لیکن اس بار اس نے ایک آدمی کو اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔ اس۔ اسے فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ دیکھئے۔ ڈاکٹر... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔!"

"کیا...؟ یہ کیا ارے...!" ڈاکٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"جی ہاں... اور دوسرے وہاں اس کمرے میں ہیں۔!" اس نے کہا۔

ڈاکٹر بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر جھپٹا... اور وہ آدمی جولیا کو آنکھ مار کر مسکرانے لگا گھنی مونچھوں سے ہونٹ تو ظاہر نہیں ہو سکے لیکن اس کی آنکھیں بھی مسکراتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ جولیا نے جھینپ کر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس۔ ڈاکٹر اسٹپلر کی غراہٹ سنی اور غیر ارادی طور پر اس کا چہرہ اس کی طرف مڑ گیا۔

"تم کون ہو...؟" ڈاکٹر اسٹپلر اس آدمی سے کہہ رہا تھا۔

"تم نارنگ نہیں ہو... ہرگز نہیں ہو... میں دھوکا نہیں کھا سکتا۔!"

"تم کھا چکے اسٹپلر... تم ختم ہوگئے۔!" اس آدمی نے گھنی مونچھوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی جولیا کے حلق سے ایک تحیر آمیز چیخ نکلی۔ اس کے سامنے وہی لفنگا عمران کھڑا تھا جس نے آج اسے ایک ریستوران میں مرعوب کرنے کی کوشش کی تھی۔

"ڈاکٹر اسٹپلر خود کو میرے حوالے کر دو... بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ شائد مجھے تمہاری لاش یہاں سے لے جانی پڑے۔!" عمران نے کہا۔

"تم کون ہو...!"

"علی عمران... ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی (گورداس پور) اور ریاست ڈھمپ کا شہزادہ۔ انگریزی میں لوگ مجھے ڈیوک آف ڈھمپ کہتے ہیں۔!"

دفعتاً ڈاکٹر نے عمران پر چھلانگ لگائی اور عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ڈاکٹر زمین پر اوندھا گرا لیکن پھر بڑی تیزی سے اٹھ کر عمران پر پلٹ پڑا۔

"ہائیں... ہائیں... ارے... ارے۔!" عمران پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "ہاتھا پائی شریفوں کا شیوہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر تم بہت اونچے آدمی ہو۔ لفنگے نہ بنو...!"

اس بار ڈاکٹر اسٹپلر کا گھونسہ دیوار پر پڑا۔ اُس کی آنکھوں میں تارے ہی ناچ گئے ہوں گے کیونکہ اس نے اپنی پوری قوت سے حملہ کیا تھا۔ دیوار پر گھونسہ پڑتے ہی اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ بھی نکلی تھی۔

"صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔!" عمران نے ایک طرف ہٹ کر درویشانہ انداز میں کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس نے ابھی تک عمران کی حرکتوں کے متعلق صرف سنا تھا۔ قریب سے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اسے حیرت بھی تھی۔ جیسا سنا تھا اسے ویسا ہی پایا... اور شائد وہ تنہا بھی تھا۔ اگر اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہوتا تو وہ ساتوں آدمی بے ہوش کیوں ہوتے جن کے ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے۔ شائد اس نے انہیں کسی تدبیر سے بے ہوش کر کے باندھ لیا تھا اور اب ان کے سرغنہ کو اس طرح زچ کر رہا تھا جیسے کوئی بلی کا بچہ اپنے پہلے شکار کو کھلا کھلا کر مارتا ہے۔

ڈاکٹر اسٹپلر ذرا ہی سی دیر میں دیوار سے لگ کر ہانپنے لگا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اس کا کاغذ پھاڑتا ہوا بولا۔ "یہ تھکن کا بہترین علاج ہے۔ اگر کہو تو ایک پیش کروں... اس سے سانس بھی قابو میں آجاتی ہے۔!"

جواب میں اسٹیپلر نے اسے ایک گندی سی گالی دی۔

"توبہ... توبہ...!" عمران اپنا منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "یہ ایک عظیم سائنس دان بول رہا ہے۔!"

"شٹ اپ...!" ڈاکٹر اسٹیپلر حلق کے بل چیخا اور پھر عمران پر آپڑا... مگر عمران کہاں۔ اس نے تو سامنے والی دیوار پر ٹکر ماری تھی... اور عمران دور کھڑا سادھوؤں کی طرح ہاتھ اٹھائے کہہ رہا تھا۔

"کنفیوشس نے کہا تھا کہ غصے کی آگ کا ایندھن عقل بن جاتی ہے... اور آدمی کی جلی ہوئی عمارت کی طرح ویران ہوجاتا ہے۔ جو بے کار ہوجانے کے باوجود بھی زمین پر اپنا تسلط جمائے رکھتی ہے۔ اگر کنفیوشس کی شادی ہوگئی ہوتی تو وہ ایسی بات نہ کہہ سکتا۔!"

"کیوں... ڈاکٹر... کیا خیال ہے۔!"

مگر ڈاکٹر کو ہوش کہاں تھا۔ آخری ٹکر نے اس کے سر میں شگاف ڈال دیا تھا۔ جس سے خون بہہ بہہ کر فرش پر پھیل رہا تھا... اور وہ خود اوندھے منہ پڑا تھا۔ جولیا قریب ہی کھڑی اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد عمران آٹھ بے ہوش آدمیوں کو اسٹیشن ویگن میں ٹھونس رہا تھا۔ جولیا اس کے پاس خاموش کھڑی تھی۔

"تم یہاں اگلی سیٹ پر میرا انتظار کرو۔" عمران نے اس سے کہا۔ "میں بہت جلد واپس آؤں گا۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ زندگی بھر اس پہاڑی علاقے میں بھٹکتی پھرو گی۔ مجھے یقین ہے کہ آتے وقت تم نے راستے پر دھیان نہ دیا ہوگا۔!"

"میں انتظار کروں گی۔!" جولیا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

عمران پھر عمارت میں داخل ہوا جہاں اب اُلّو بول رہے تھے۔ وہ ایک کمرے میں آیا جس میں ایک ٹرانس میٹر سیٹ موجود تھا۔ عمران اس پر جھکتا ہوا بولا۔ "روشی... روشی...!" ریسیونگ اپریٹس سے آواز آئی۔ "کون... عمران تم کہاں ہو۔!"

"وہیں... جہاں سے کچھ دیر پہلے بولا تھا۔ دیکھو... سکس تھری ایٹ نائٹ پر فون کر کے کہو سارجنٹ ناشاد... تم اپنے تین آدمیوں کو لے کر لینڈ کسٹم ہاؤز کے پاس جاؤ... ساتھ ہی یہ بھی کہہ دینا کہ یہ ایکس ٹو کا پیغام ہے اور پھر سارجنٹ ناشاد سے کہنا کہ کسٹم ہاؤز کے پاس سے گزرنے والی ہر اسٹیشن ویگن کی تلاشی لیتا رہے۔ عمران قیدیوں کو لا رہا ہے۔ اس کے ساتھ جولیا بھی ہے۔ تم زبردستی ان پر قبضہ کر لینا۔ اگر عمران لڑنے پر آمادہ ہو تو اسے اچھی طرح ٹھیک کر دینا۔ پھر ان قیدیوں کو دانش منزل پہنچا کر ایکس ٹو کے دوسرے حکم کا انتظار کرنا۔!"

"جولیا کون ہے...!" روشی نے پوچھا۔

"ایک بیمار اور بوڑھی عورت جو شائد راستے ہی میں مر جائے۔ فون نمبر پھر سے سنو اور لکھ لو... سکس تھری ایٹ ناٹ... سارجنٹ ناشاد... وہ تینوں آدمیوں سمیت... لینڈ کسٹم ہاؤز کے پاس موجود رہے۔ ہاں...!"

عمران ڈس کنکٹ کر کے پھر باہر آگیا۔ جولیا اگلی سیٹ پر موجود تھی۔ اسٹیشن ویگن چل پڑی۔

"اور یہاں یہ سب یونہی پڑا رہے گا۔!" جولیا نے کہا۔

"جہنم میں جائے۔ میں تو صرف کیپٹن فیاض کو چوٹ دینا چاہتا تھا۔ پولیس خود ہی سمجھتی بوجھتی رہے گی۔!"

"نہیں آپ انہیں براہِ راست پولیس کے سپرد نہیں کر سکتے۔ یہ سیکرٹ سروس والوں کا کیس ہے۔!"

"ہوگا...!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "سیکرٹ سروس والوں کو بھی دیکھ لیا۔ سب نکمے ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو یہ لوگ تمہیں مکھن کی ٹکیہ کی طرح کھا جاتے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔ ویسے اگر چیونگم سے شوق کرنے کو دل چاہے تو میری جیب سے نکال لو۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ حقیقتاً اگر عمران وہاں نہ ہوتا تو نہ معلوم وہ لوگ اُن کا کیا حشر کرتے۔ اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"کیا آپ بہت پہلے سے ان لوگوں میں رہتے ہیں۔!"

"نہیں... یہ آج ہی کی بات ہے۔ میں ریستوران سے نکل کر ایک جگہ چھپ گیا تھا... اور وہاں مجھے پہلے ہی سے علم تھا کہ کچھ لوگ تمہاری نگرانی کرتے ہیں۔ وہ دراصل اسٹیپلر ہی کے

آدمی تھے۔ تم ریستوران سے باہر نکلیں... اور میں نے تمہارا تعاقب شروع کر دیا۔ میں دراصل تم پر اپنی گفتگو کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ تم اپنے فلیٹ میں گئیں اور میں باہر تمہارا انتظار کرتا رہا۔ میں جانتا تھا کہ تم پھر باہر آؤ گی اس کے بعد میں دیکھتا کہ میری گفتگو تمہیں کہاں کہاں لے جاتی۔ لیکن تمہاری بجائے تمہارے فلیٹ سے دو آدمی نکلے جو ایک بہت بڑا صندوق اٹھائے ہوئے سڑک کی طرف آ رہے تھے۔ صندوق حد سے زیادہ وزنی معلوم ہوتا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اس صندوق میں تم ہی ہو سکتی ہو۔ کیونکہ یہ دونوں انہی آدمیوں میں سے تھے جو تمہاری نگرانی کیا کرتے تھے۔ پھر میں ان کا تعاقب کرتا ہوا اس غار تک پہنچا جہاں تم پہلے لے جائی گئی تھیں۔ وہاں دو آدمی اور تھے بس میں نے ان چاروں میں سے ایک کو منتخب کر لیا جس کا میک اپ مجھ پر چل سکتا تھا۔ اس کا نام شاید نارنگ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اب بھی وہیں جھاڑیوں میں بندھا پڑا ہو۔ کنفیوشس نے کہا تھا کہ اپنے جسم کو کاہل نہ ہونے دو... بیڑا پار ہو جائے گا۔ ہاں آج میں نے بہت محنت کی ہے۔ ان ساتوں کو شراب میں بیہوشی کی دوا دینی پڑی تھی۔!"

"کیا اس کے ساتھ بس اتنے ہی آدمی تھے۔!"

"نہیں شائد ڈیڑھ درجن شہر میں بھی ہیں۔!"

"سرخ تحریر کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں۔!"

"وہ سو فیصد سرخ ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ... وہ سب کچھ قیامت ہے۔ ایک دن ساری زمین پر پھیل جائے گی... اور کیا۔!"

جولیا اونگھ رہی تھی۔ اب وہ مطمئن ہو چکی تھی اس لئے اسے جلد ہی نیند آ گئی۔ وہ پشت گاہ سے ٹک کر سو گئی۔ پھر اچانک دھچکا لگنے سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسٹیشن ویگن رک گئی تھی۔ دفعتاً اس نے سارجنٹ ناشاد کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔

"عمران صاحب... چپ چاپ اتر آیئے گا۔ ورنہ میں آپ کی کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا۔!"

"ضرور کر دو پیارے... میں اسے دماغ کی کھڑکی کہا کروں گا۔ ہوا اندر جاتی رہے گی اور دماغ کو کبھی گرم ہونے کا موقع نہ ملے گا۔!"

دوسرے ہی لمحہ میں ریوالور کی نال عمران کے سینے سے آ لگی۔ دروازہ کھلا اور عمران کو زبردستی کھینچ لیا گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ...!" جولیا چیخی۔

"ایکس ٹو کا حکم۔!" سارجنٹ ناشاد اسٹیئرنگ کے سامنے بیٹھتا ہوا بولا۔ پھر پچھلے حصے سے کسی نے کہا۔ "عمران ریوالور کا رخ تمہاری ہی طرف ہے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔!"

عمران نیچے سے چیخ کر بولا۔ "جولیا تم قیامت کے دن خدا کے سامنے گواہ رہنا کہ اسٹیپلر کو میں نے پکڑا تھا... اور کنفیوشس پر تو مجھے اس وقت غصہ آ رہا ہے... جو دنیا کو نیکی کا سبق دیا کرتا تھا۔ بس قصہ... حاتم طائی ٹھیک ہے... دریا کر نیکی میں ڈال... اوہ نیکی... کر...!"

اسٹیشن ویگن فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔

دانش منزل کے ایک بڑے کمرے میں سیکرٹ سروس کے آٹھوں ارکان مؤدب بیٹھے ہوئے تھے اور ٹرانس میٹر سے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز منتشر ہو رہی تھی۔ وہ ہمیشہ بھرائی ہوئی آواز میں بولتا تھا۔ اسی لئے اس کے ماتحتوں کا خیال تھا کہ وہ اپنی اصل آواز کو چھپانے کے لئے حلق کے بل بولتا ہے۔

وہ کہہ رہا تھا۔ "ڈاکٹر اسٹیپلر... وہ راکٹ چرا کر لایا تھا۔ اُس نے انگلینڈ میں اس سائنسدان کو زہر دیا تھا جس نے وہ راکٹ بنایا تھا۔ خیال اس کا تھا اور ڈاکٹر اسٹیپلر نے اس کی تیاری میں مدد دی تھی۔ وہ راکٹ کچھ اس قسم کا تھا کہ فضا میں ہر قسم کی اڑان کر سکتا ہے۔ اس کے پچھلے حصے سے سرخ رنگ کی چمکدار گیس بھی خارج ہوتی ہے۔ راکٹ دراصل اس لئے بنایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ چاند تک پہنچنے کا تجربہ کیا جائے۔ لیکن ڈاکٹر اسٹیپلر کی ذہانت نے شیطنت کا لبادہ اوڑھ لیا۔ وہ اسے یہاں اڑا لایا... اور اسے دوسرے مقصد کے لئے استعمال کرنے لگا۔ وہ راکٹ کو فضا میں اس طرح چکر دیتا کہ سرخ رنگ کا دھواں تحریر کی شکل اختیار کرتا جاتا۔ لوگ بدحواس ہو جاتے۔ پھر وہ آبادیوں پر دھوئیں کے غبارے پھینک کر سچ مچ قیامت کا منظر پیش کر دیتا اور اس کے گرگے اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو لوٹتے پھرتے تھے۔ چونکہ وہ گیس ماسک پہنے ہوئے ہوتے تھے اس لئے بے دھڑک دھوئیں میں گھستے چلے جاتے تھے۔ انہوں نے صرف دو ہی حملوں میں اربوں کی دولت لوٹ لی۔

ڈاکٹر اسٹیپلر جانتا تھا کہ یہ بات چھپی نہ رہے گی۔ لہٰذا اس نے یہاں آ کر اپنی موت کا ڈھونگ

رچایا اس کے گروہ والوں نے ایک تابوت دفن کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس میں پتھر ہی بھرے گئے ہوں گے۔

والٹن دراصل اسکاٹ لینڈ یارڈ کا ایک انسپکٹر تھا اور اسی راکٹ کے چکر میں یہاں آیا تھا۔ چونکہ وہ راکٹ تجرباتی ہی دور میں تھا اس لئے انگلینڈ کی حکومت چاہتی تھی کہ اس کی شہرت بھی نہ ہونے پائے ورنہ ہو سکتا ہے کہ کوئی حریف ملک پہلے ہی فائدہ اٹھالے۔ اس لئے والٹن بہت ہی پوشیدہ طور پر یہاں آیا تھا... اور وہ مجھ سے مل کر اُسے تلاش کرنا چاہتا تھا۔ مگر اسٹیپلر کے آدمیوں نے اسے پہلے ہی ختم کر دیا۔ وہ راکٹ اب میرے قبضے میں ہے۔ جو محکمۂ خارجہ کے توسط سے انگلینڈ واپس بھیج دیا جائے گا۔ اگر میں اس سلسلے میں عمران کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی مگر شاید شکریہ اس تک نہ پہنچ سکے۔ وہ تم آٹھوں سے واقف ہے لیکن اسے میرے وجود کا علم نہیں ہے اور میں یہی چاہوں گا کہ کبھی نہ ہو! اسی میں میرے محکمے کی بہتری ہے۔ اچھا اب تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ پولیس آرہی ہے۔ وہ مجرموں کو لے جائے گی۔ پولیس والوں کو تمہارے وجود کا علم نہ ہونا چاہئے۔

ٹرانس میٹر بند کر کے عمران بُری طرح کھانسنے لگا۔ اتنی دیر تک اس طرح بولتے رہنے کی وجہ سے حلق میں خراش پڑ گئی تھی۔

روشی اس کے قریب ہی کھڑی ہوئی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے اس کا داہنا کان پکڑ کر زور سے اینٹھ دیا۔

"ارر... ارر...!" عمران اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا کراہا۔

"یہ مجھے آج معلوم ہوا ہے۔!" روشی نے کان چھوڑ کر کہا۔ "تم مجھ سے اتنے دنوں تک چھپائے کیوں رہے۔!"

"تم بھی کس کی باتوں میں آئی ہو۔!" عمران ہنس کر بولا۔ "یہ عمران بول رہا ہے... عمران جس کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں۔!"

"پچھلی رات بھی تم نے ایکس ٹو کا پیغام دینے کے لئے کہا تھا۔ مجھے بتاؤ ورنہ...!" روشی گھونسہ اٹھا کر بولی۔

"ہائیں... ہائیں...!" عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔ "بتاتا ہوں... ہاں میں... محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کا چیف آفیسر ہوں۔ اپنے ماتحتوں کے سامنے نہیں آنا چاہتا ورنہ وہ کمبخت مجھے چٹکیوں میں اڑا دیں گے۔ میری صورت ہی ایسی ہے۔ کسی پر میرا رعب نہیں پڑ سکتا۔ لوگ راہ چلتے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر گفتگو کرتے ہیں۔ اگر اپنے چہرے پر رعب پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور زیادہ مضحکہ خیز ہو جاتا ہے۔ ٹیلی فون یا ٹرانس میٹر پر ایکس ٹو کی آواز سن کر وہ لوگ بُری طرح کانپنے لگتے ہیں۔ لیکن عمران کی جو درگت انہوں نے پچھلی رات بنائی تھی اب تک یاد ہے۔ ایسی بے دردی سے اسٹیشن ویگن سے کھینچ کر زمین پر پھینک دیا تھا کہ عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو اس کی ہڈیاں اور پسلیاں برابر ہو گئیں ہوتیں۔!"

"یہ جولیا کون ہے۔!"

"مر گئی بے چاری۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اس کا کیا قصہ ہے۔!" روشی نے پوچھا۔

"وہ بے چاری کم از کم پچانوے سال کی ضرور ہوگی۔ ڈاکٹر اسٹیپلر کی نانی تھی اور اس کمبخت نے اسے بھی قید کر رکھا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی فرضی موت کے راز سے واقف تھی۔ ڈاکٹر اسٹیپلر نے سوچا کہیں کسی پر یہ راز ظاہر نہ کر دے۔ لہٰذا اس نے اُسے اپنی قید میں رکھ چھوڑا تھا۔!"

"جولیا... نام تو بڑا خوب صورت ہے۔!"

"اور کیا...!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا دعویٰ ہے کہ جوانی میں وہ خود بھی بڑی خوبصورت رہی ہوگی۔ ہاں... لو چیونگم کھاؤ...!"

عمران اسے کنکھیوں سے دیکھتا ہوا اپنا سر کھجانے لگا۔ روشی دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ شائد اب بھی جولیا ہی کے متعلق سوچ رہی تھی۔

﴿تمام شد﴾